فیضانِ مدنی مذاکرہ (قسط: 42)

درزیوں کے بارے میں سوال جواب

پیشکش:
مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

یہ رسالہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کے مدنی مذاکرہ نمبر 476 کے مواد سمیت المدینۃ العلمیہ کے شعبے "فیضانِ مدنی مذاکرہ" نے نئی ترتیب اور کثیر نئے مواد کے ساتھ تیار کیا ہے۔

پہلے اسے پڑھ لیجیے!

اِنسان کی بنیادی ضَروریات میں سے لباس بھی ہے جو سَتر پوشی کے ساتھ ساتھ بدنِ اِنسانی کو سردی اور گرمی کے اَثرات سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ لباس اِنسان کے وقار اور اس کی شخصیت کا آئینہ دار بھی ہوتا ہے۔ اِن وُجوہات کی بنا پر ہر ایک اسے پہننے پر مجبور ہے۔ جس طرح عِلاج مُعالجے کے لیے علاقے میں طبیب کا ہونا ناگزیر ہے اسی طرح کپڑے سِلوانے کے لیے مُعاشرے میں درزی کا ہونا بھی بے حد ضَروری ہے۔ یوں ہر شخص کے لیے کپڑا خریدنے، سِلوانے اور پہننے کے مُعاملات کے بارے میں ضَروری معلومات جاننے کی اَہَمِّیَّت دوچند ہو جاتی ہے مگر علمِ دِین سے دُوری اور جہالت کے باعث مسلمانوں کی ایک تعداد اِس حوالے سے بہت سے گناہوں میں مبتلا نظر آتی ہے۔

پیشِ نظر رِسالہ ۳ مُحَرَّمُ الْحَرام ۱۴۳۴ھ کو عالمی مَدَنی مَرکز فیضانِ مدینہ بابُ الْمدینہ (کراچی) میں درزی پیشہ سے مُنسلِک اسلامی بھائیوں کے بارے میں ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ ہے جس میں شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنَّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مولانا **ابوبلال محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اس شعبے میں ہونے والی بے شمار شَرعی غَلَطیوں کی نہ صرف نشاندہی فرمائی بلکہ نہایت ہی اَحسن اَنداز میں اِصلاح بھی فرمائی ہے۔ اِس مَدَنی مذاکرے کے مَدَنی پھولوں کی خوشبوؤں سے دُنیا بھر کے مسلمانوں کو مہکانے کے مُقَدَّس جذبے کے تحت المدینۃ العلمیہ کا شعبہ **"فیضانِ مَدَنی مذاکرہ"** اسے کافی تَرامیم واِضافوں کے ساتھ **"درزیوں کے بارے میں سُوال جواب"** کے نام سے پیش کرنے کی سعادت حاصِل کر رہا ہے۔ اِس رِسالہ کا مُطالعہ کرنے سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ظاہر و باطن کی اِصلاح، محبتِ الٰہی و عشقِ رسول کی لازوال دولت ملنے کے ساتھ ساتھ مَزید حُصُولِ علمِ دِین کا جذبہ بھی بیدار ہو گا۔

اِس رِسالے میں جو بھی خوبیاں ہیں یقیناً ربِّ رَحیم عَزَّوَجَلَّ اور اس کے محبوبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عطاؤں، اَولیائے کِرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی عِنایتوں اور اَمیرِ اہلسنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی شفقتوں اور پُرخُلوص دُعاؤں کا نتیجہ ہیں اور خامیاں ہوں تو اس میں ہماری غیر اِرادی کوتاہی کا دَخل ہے۔

مجلس المدینۃ العلمیۃ

(شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

۱۷ ذیقعدۃ الحرام ۱۴۳۹ھ / 31 جولائی 2018ء

www.dawateislami.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

دَرزیوں کے بارے میں سُوال جواب

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (۸۳ صفحات) مکمل پڑھ لیجیے
اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے مَحبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بَخْشِش نشان ہے: اللہ پاک کی خاطر آپس میں مَحبَّت رکھنے والے جب باہم ملیں اور مُصافحہ کریں اور نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو اُن کے جُدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بَخْش دیئے جاتے ہیں۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

درزی کی مُعاشَرتی اَہَمِّیَّت

سوال: ہمارے مُعاشَرے میں ایک درزی کی کیا اَہَمِّیَّت ہے؟

جواب: دَرزی ہمارے مُعاشَرے کا جُزوِ لَا یَنْفَک (یعنی جُدا نہ ہونے والا حِصّہ) ہیں کیونکہ لباس ضَروریاتِ زندگی میں سے ہے اس لیے ہر ایک کو دَرزی سے واسِطہ پڑتا ہے اور اِسلام میں اس کی اَہَمِّیَّت اِس اِعتبار سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ "سَترِ عورت

مدینہ

1 ...... مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، ۳/ ۹۵، حدیث: ۲۹۵۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت

ہر حال میں واجِب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بِلا کسی غرضِ صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو سَتْر بِالْاِجْماع فرض ہے یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی، اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ سَتر کا کام دے اور ننگے پڑھی بِالْاِجْماع نہ ہو گی۔"[1] یہی وجہ ہے کہ سو فیصد مسلمان لباس پہنتے ہیں جو خود کپڑے سیتے ہیں یا کسی دَرزی کی خِدمات حاصِل کرتے ہیں اَلبتہ غیر مُسْلِموں میں کچھ قبیلے ضَرور ایسے ہیں جو کپڑے نہیں پہنتے یا مکمل سَتر ڈھانپنے کو ضَروری نہیں سمجھتے۔ اِسلام میں "مَرد کے لیے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک جبکہ عورت کے لیے چہرے کی ٹِکلی، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں کے تلووں کے علاوہ پورے وُجُود کو چھپانا فرض ہے۔"[2] البتہ اگر دونوں ہاتھ (گٹّوں تک)، پاؤں (ٹخنوں تک) مکمل ظاہر ہوں تو ایک مُفْتیٰ بِہٖ قول پر نماز دُرُست ہو گی۔[3]

لباس کے ذَریعے سَتر پوشی کی اِبتدا

سوال: لباس کا اِستعمال کب سے شروع ہوا؟

مــــــدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۱/۴۷۹، حصہ:۳ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

2 ...... بہارِ شریعت، ۱/۴۸۱، حصہ:۳ ملتقطاً

3 ...... نماز کے احکام، ص ۱۹۴ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.com

جواب:لباس کا آغاز حضرتِ سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ہوا۔ جنَّت میں آپ عَلَیْہِ السَّلَام کا لباس قدرتی ناخن کا بنا ہوا تھا۔ جب آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے مَمْنُوعہ دَرخت کا پھل کھایا اور یہ لباس آپ عَلَیْہِ السَّلَام سے لے لیا گیا تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے وُجُود کو پتوں سے چُھپانے کی تَرکیب فرمائی جیساکہ قرآنِ مجید کے پارہ 8 سورۃُ الْاَعْرَاف کی آیت نمبر 22 میں خُدائے رَحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِؕ

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے وہ پیڑ چکھا ان پر اُن کی شرم کی چیزیں کھل گئیں اور اپنے بدن پر جنَّت کے پتے چپٹانے لگے۔

اِس آیتِ مُبارَکہ کے تحت تفسیرِ خازن میں ہے کہ جنَّت میں حضرتِ سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا لباس ناخن کا تھا مگر جب دَرخت سے کچھ کھایا تو ان کے بدن ظاہر ہوگئے اور انہوں نے اِنجیر کے پتوں سے سَترپوشی شروع کردی حتّٰی کہ وہ کپڑوں کی مانند ہوگئے۔ مزید اسی میں ہے کہ یہ آیتِ مُبارَکہ اِس بات پر دَلیل ہے کہ ابنِ آدم کا سَتر کُھلا رہنا ناپسندیدہ ہے۔ یہی وجہ ہے جب حضرتِ آدم و حَوّا عَلَیْہِمَا السَّلَام پر کُھلے سَتر کی قَباحت (یعنی بُرائی) ظاہر ہوئی تو انہوں نے جلدی سے اپنا سَتر چُھپالیا۔[1]

---

1 ...... تفسیرِ خازن، پ۸، الاعراف، تحت الآیۃ: ۲۲، ۲/۸۴ ملتقطاً المطبعۃ المیمنیۃ مصر

”آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے نافرمانی کی“ کہنا کیسا؟

سوال: ”سب سے پہلے حضرتِ آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے نافرمانی کی“ یہ کہنا کیسا؟

جواب: تلاوتِ قرآنِ کریم یا قراءتِ حدیثِ پاک کے سِوا اپنی طرف سے حضرتِ سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام خواہ کسی نبی کو مَعْصِیَّت کی طرف مَنْسُوب کرنا سخت حرام بلکہ ایک جماعتِ عُلَمائے کِرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اسے کُفر بتایا۔ چُنانچہ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنَّت مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: غیرِ تلاوت میں اپنی طرف سے سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف نافرمانی و گناہ کی نِسبت حرام ہے۔ اَئمّۂ دِین (رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن) نے اس کی تَصرِیح فرمائی بلکہ ایک جماعتِ عُلَمائے کِرام (رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام) نے اسے کُفر بتایا۔ مولیٰ (عَزَّوَجَلَّ) کو شایاں ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے تَعْبِیر (یعنی جو چاہے) فرمائے (مگر) دوسرا کہے تو اُس کی زبان گُدّی کے پیچھے سے کھینچی جائے۔ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰىؕ (پ۱۴، النحل:۶۰) (ترجمۂ کنزالایمان: ”اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی شان سب سے بلند۔“ بِلَا تَشْبِیہ یوں خیال کرو کہ زید نے اپنے بیٹے عَمْرو کو اُس کی کسی لَغْزِش یا بھول پر مُتَنَبِّہ (یعنی خبردار) کرنے، اَدَب دینے، حَزْم و عَزْم و اِحتیاطِ اَتَم (یعنی آداب و اِحتیاط) سکھانے کے لئے مَثَلاً بیہودہ، نالائق، اَحْمق، وغیرہا اَلفاظ سے تَعْبِیر کیا (کہ) باپ کو اِس کا اِختیار تھا۔ اب کیا عَمْرو کا بیٹا بکر یا غُلام خالد انھیں اَلفاظ کو سَنَد بنا کر اپنے باپ اور آقا عَمْرو کو یہ اَلفاظ کہہ سکتا

www.dawateislami.com

ہے؟ حاشا! (ہرگز نہیں) اگر کہے گا (تو) سخت گستاخ و مَردُود و ناسزا و مستحقِ عذاب و تَعزِیر و سزا ہو گا۔ جب یہاں یہ حالت (یعنی عام باپ بیٹوں کا یہ مُعاملہ) ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِیس کر کے اَنبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شان میں ایسے لفظ کا بکنے والا کیونکر سخت شدید و مَدید عذابِ جہنَّم وغَضَبِ اِلٰہی کا مستحق نہ ہو گا۔ وَالْعِیَاذُ بِاللہِ تَعَالٰی۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے مزید آگے چل کر یہ نقل فرمایا ہے کہ امام اَبُوعبدُ اللہ محمد عَبْدَری اِبنُ الْحاج مَدْخَل میں فرماتے ہیں: ہمارے عُلَماء رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ جو شخص اَنبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے کسی نبی کے بارے میں غیرِ تلاوت و حدیث میں یہ کہے کہ انہوں نے نافرمانی یا خِلاف ورزی کی تو وہ کافر ہے۔ اس (طرح کی باتوں) سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔[1]

آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام گندُم نہ کھاتے تو...؟

سوال: یہ کہنا کیسا ہے کہ آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام گندم نہ کھاتے تو ہم بَدبخت نہ ہوتے؟

جواب: ایسا کہنا کُفر ہے۔[2]

آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قربانی کا بکرا کہنا کیسا؟

سوال: یہ کہنا کیسا کہ جب اللہ پاک نے آدمیوں کو دُنیا میں بسانا ہی تھا تو پھر حضرتِ

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، جزء:ب، ١ / ١١١٩-١١٢٠ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیا لاہور

2 ...... فتاوىٰ هندية، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ٢٦٥/٢ دار الفكر بيروت

www.dawateislami.com

سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قربانی کا بکرا کیوں بنایا؟

جواب: ایسا کہنا صریح کفر ہے۔ اِس قولِ بَدتر از بَول میں اللہ پاک پر بھی اِعتراض ہے اور حضرتِ سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بھی گستاخی۔

کپڑوں کی سِلائی کی اِبتدا

سوال: دَرزی کا کام کس نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے دور سے چلا آرہا ہے؟ نیز سب سے پہلے سِلے ہوئے کپڑے کس نے پہنے ہیں؟

جواب: دَرزی کا کام حضرتِ سیِّدُنا اِدْرِیس عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دور سے ہوا اور آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ہی سب سے پہلے لباس سِیا اور سِلا ہوا لباس پہنا۔ تفسیرِ کبیر میں ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا اِدْرِیس عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے کپڑا سِیا اور سِلا ہوا لباس پہنا۔ اس سے قبل لوگ لباس کے لیے کھالیں وغیرہ اِستعمال کرتے تھے۔[1] حضرتِ سیِّدُنا اِدْرِیس عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جب کپڑے میں سُوئی داخِل کرتے تو اللہ پاک کی تسبیح فرماتے اور جب کپڑے سے سُوئی باہر نکالتے تو اللہ پاک کی حمد بجالاتے۔[2]

دَرزی کا پیشہ اِختیار کرنا کیسا؟

سوال: دَرزی کا پیشہ اِختیار کرنا کیسا ہے؟

مدینہ

1. ...... تفسیرِ کبیر، پ۱۶، مریم، تحت الآیۃ: ۵۶، ۷/ ۵۵۰ دار احیاء التراث العربی بیروت
2. ...... تفسیر المحرر الوجیز، پ۱۷، الانبیاء، تحت الآیۃ: ۸۵، ۴/ ۹۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت

www.dawateislami.com

جواب: دَرزی کا پیشہ کَسبِ حَلال کے ذَرائع میں سے ایک عُمدہ ذَریعہ ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: دَرزی کا پیشہ اِختیار کرنا نیکوکار مَردوں اور سُوت کاتنا نیکوکار عورتوں کا کام ہے۔[1] اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ السَّلَام نے مختلف پیشے اِختیار فرما کر ہمارے لیے سُنَّت قائم فرما دی لہٰذا ہمیں رِزقِ حلال کے حُصُول کے لیے اِن پیشوں کو اِختیار کرنے میں کسی قِسم کی عار (شرم) محسوس نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی اِن پیشوں یا اِن پیشوں کے اِختیار کرنے والوں کو کم تر سمجھنا چاہیے۔

مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: کسی پیغمبر نے نہ سُوال کیا، نہ ناجائز پیشے کئے، ہر نبی نے کوئی نہ کوئی حلال پیشہ ضَرور کیا۔ چنانچہ آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے اَوّلاً کپڑا بُننے کا کام کیا اور بعد میں آپ کھیتی باڑی میں مَشْغُول ہو گئے۔ ہر قِسم کے بیج جنَّت سے ساتھ لائے تھے ان کی کاشت فرماتے تھے۔ ان کے سوا سارے پیشے کئے۔ نوح عَلَیْہِ السَّلَام کا ذَریعۂ مَعاش لکڑی کا کام (بڑھئی کا پیشہ) تھا۔ حضرتِ اِدْرِیس عَلَیْہِ السَّلَام دَرزی گری فرماتے تھے۔ حضرت ہُود اور حضرت صالِح عَلَیْہِمَا السَّلَام تجارت کرتے تھے۔ حضرت اِبراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا مَشْغَلہ کھیتی باڑی تھا۔ حضرت شُعَیب عَلَیْہِ السَّلَام جانور پالتے اور ان کے دودھ سے مَعاش حاصِل کرتے تھے۔ حضرت لُوط عَلَیْہِ السَّلَام کھیتی باڑی کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے چند سال بکریاں

مدینہ

1 ...... جمع الجوامع، حرف العین مع المیم، ۵/۱۸۷، حدیث: ۱۴۴۰۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت

www.dawateislami.com

چرائیں، حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام زِرَہ بناتے تھے۔ حضرت سُلَیْمان عَلَیْہِ السَّلَام اتنے بڑے بادشاہ ہو کر دَرختوں کے پتوں سے پنکھے اور زَنبیلیں بنا کر گزر فرماتے تھے۔ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سَیْر و سِیاحَت میں رہے، نہ کہیں مکان بنایا، نہ نکاح کیا اور فرماتے تھے کہ جس نے مجھے ناشتہ دیا ہے وہ ہی شام کا کھانا بھی دے گا۔ حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بکریاں بھی چرائی ہیں اور حضرت خَدِیْجَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے مال کی تجارت بھی فرمائی۔ غَرَض ہر قِسم کی حلال کمائیاں سُنَّتِ اَنبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام ہیں، اس کو عار جاننا نادانی ہے۔

مَزید فرماتے ہیں: عُلَمائے کِرام نے فرمایا کہ جائز پیشوں میں ترتیب ہے کہ بعض سے بعض اعلیٰ ہیں۔ جن پیشوں سے دِین و دُنیا کی بَقا ہے دوسرے پیشوں سے اَفضل ہیں۔ چنانچہ (۱) بہتر صَنْعَت دِینی تَصنیف اور کتاب ہے کہ اس سے قرآن و حدیث اور سارے دِینی عُلُوم کی بَقا ہے۔ (۲) پھر آٹے کی پِسائی اور چاول کی صاف کرائی کہ اس سے نَفسِ اِنسان کی بَقا ہے۔ (۳) پھر رُوئی دُھنائی، سُوت کتائی اور کپڑا بُننا ہے کہ اس سے سَتْر پوشی ہے۔ (۴) پھر درزی گری کا پیشہ بھی کہ اس کا بھی یہی فائدہ ہے۔ (۵) پھر روشنی کا سامان بنانا کہ دُنیا کو اس کی بھی ضَرورت ہے۔ (۶) پھر مِعْماری، اِینٹ بنانا (بھٹہ) اور چُونے کی تیاری ہے کہ اس سے شہر کی آبادی ہے۔ رہی زَرگری، نَقّاشی، کارچوبی، حَلوہ سازی، عِطر بنانا یہ پیشے جائز ہیں مگر ان کا کوئی خاص دَرجہ نہیں کیونکہ فقط زینت کے

www.dawateislami.com

سامان ہیں۔ خُلاصہ یہ ہے کہ بیکار رہنا بڑا جُرم ہے اور ناجائز پیشے کرنا اس سے بڑھ کر جُرم، رب تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں وغیرہ بَرتنے کے لئے دیئے ہیں نہ کہ بیکار چھوڑنے کے لئے۔[1]

دَرزی کسے کہیں گے؟

سوال: دَرزی کسے کہیں گے؟

جواب: "دَرزی" اسی شخص کو کہا جائے گا جس نے یہ کام بطورِ پیشہ اِختیار کیا ہو یعنی اس کا ذَریعۂ مَعاش ہی دَرزی کا پیشہ ہو۔ محض اپنے کپڑوں میں پَیْوَند لگا لینے یا ضَرورتاً اپنے لیے ایک آدھ کپڑا سی لینے سے کوئی شخص دَرزی نہیں کہلا سکتا جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا اِمام فخرُ الدِّین رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: کوئی کام ایسا شخص سرانجام دے جو اس کے مُناسِب نہیں یا اس کا کام نہیں جیسے بادشاہ کپڑا سِیتا ہے تو یہ ضَرور کہا جائے گا کہ بادشاہ نے کپڑا سِیا مگر اسے دَرزی نہیں کہیں گے۔ اِسی طرح اگر کوئی شخص کسی شے پر کشیدہ کاری کرتا ہے حالانکہ یہ اس کا پیشہ نہیں ہے تو یوں کہیں گے کہ وہ کشیدہ کاری کرتا ہے مگر اسے کشیدہ کار نہیں کہہ سکتے۔[2]

یہی وجہ ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا اِدْرِیس عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے خَیَّاط (یعنی دَرزی) کا لفظ

---

1. ...... اسلامی زندگی، ص ۱۴۳-۱۴۵ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
2. ...... تفسیر کبیر، پ۲۱، لقمان، تحت الآیۃ: ۳۳، ۹/ ۱۳۳

www.dawateislami.com

کتابوں میں آیا ہے لیکن ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے کسی رِوایت میں یہ اَلفاظ نہیں ملتے حالانکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود اپنے مُبارَک کپڑے سی لیتے تھے جیسا کہ اُمُّ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے سُوال کیا گیا کہ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گھر میں کیا کام کیا کرتے تھے؟ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود اپنے کپڑے سی لیتے، پاپوش مُبارَک گانٹھ لیتے اور وہ کام کر لیتے تھے جو مَرد اپنے گھروں میں کرتے ہیں۔[1]

دَرزی کا تذکِرہ

سوال: کیا قرآن وحدیث میں دَرزی یا اس کے پیشے کا کوئی تذکرہ ملتا ہے؟

جواب: عَربی زبان میں دَرزی کے لیے "خَیَّاط" کا لفظ اِستِعمال ہوتا ہے جبکہ کپڑے سینے کو "خِیَاطت" کہا جاتا ہے۔ اِسی طرح دھاگے کے لیے "خَیط" اور سُوئی کے لیے "خِیاط" کا لفظ اِستِعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ (پ۲، البقرۃ:۱۸۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا (دھاگا) سیاہی کے ڈورے سے پَو پھٹ کر۔

اِسی طرح پارہ 8 سورۃُ الْاَعْراف کی آیت نمبر 40 میں اِرشاد ہوتا ہے:

مدینہ

1 ...... مسندِ امام احمد، مسند السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا، ۹/۴۳۶، حدیث:۲۴۹۵۷ دار الفکر بیروت

www.dawateislami.com

وَ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِؕ ترجمۂ کنزالایمان: اور نہ وہ جنّت میں داخل ہوں جب تک سُوئی کے ناکے اونٹ نہ داخِل ہو۔

بخاری شریف کی رِوایت میں ایک دَرزی کا تذکرہ ملتا ہے کہ جس نے حضورِ اَکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم کی دَعوت کی اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم نے اس کی دَعوت کو قبول فرمایا۔ چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دَرزی نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم کی کھانے کی دَعوت کی۔ میں بھی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم کے ساتھ گیا۔ جو کی روٹی اور شوربا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم کے سامنے لایا گیا جس میں کدّو اور خشک کیا ہوا نمکین گوشت تھا۔ کھانے کے دَوران میں نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدّو کی قاشیں تلاش کر رہے ہیں، اِسی لئے میں اس دن سے کدّو پسند کرنے لگا۔[1]

دَرزی پیشہ کے بارے میں اچھی نیتیں

سوال: نیت کی اَہمیّت بیان فرمادیجئے، نیز دَرزی کیا کیا اچھی نیتیں کر سکتا ہے؟

جواب: بخاری شریف کی سب سے پہلی حدیثِ پاک ہے کہ ہادیٔ راہِ نجات، سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات یعنی اَعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔[2] بہت سارے کام مُباح ہوتے ہیں، اگر تھوڑی

مدینہ

1 ...... بخاری، کتاب الاطعمة، باب المرق، ۳/۵۳۷، حدیث: ۵۴۳۶ دار الکتب العلمیة بیروت

2 ...... بخاری، کتاب بدء الوحی، کیف کان بدء الوحی... الخ، ۱/۶، حدیث: ۱

www.dawateislami.com

سی توجہ دی جائے اور ان میں اچھی اچھی نیتیں کر لی جائیں تو ان مُباح کاموں کو عبادت بنایا جا سکتا ہے۔ اچھی نیت کے بھی کیا کہنے! اچھی نیت تو بندے کو جنَّت میں داخِل کرے گی۔ چنانچہ نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنَّت نشان ہے: اَلنِّیَّةُ الْحَسَنَةُ تُدْخِلُ صَاحِبَهَا الْجَنَّةَ یعنی اچھی نیت بندے کو جنَّت میں داخِل کرے گی۔[1] دَرزی کو چاہیے کہ اپنے کام کے حَسْبِ حال اچھی اچھی نیتیں کرے اور دَورانِ کام ان نیتوں کو پیشِ نظر بھی رکھے۔ جتنی نیتیں زیادہ ہوں گی اتنا ہی ثواب بھی زیادہ ہو گا۔ اچھی نیتوں میں سے چند نیتیں پیشِ خِدمت ہیں:

❁ سب سے پہلے یہ نیت کرے کہ میں اللہ پاک کی رضا پانے، اپنے مسلمان بھائیوں کی حاجت پوری کرنے اور ان کے لیے آسانی پیدا کرنے کے لئے یہ کام کر رہا ہوں۔ یقیناً رضائے الٰہی کے حُصُول کے لئے مسلمانوں کی حاجات کو پورا کرنا اور انہیں خوش کرنا پسندیدہ اور باعثِ اَجر و ثواب ہے۔ ❁ کپڑے سینے کا آغاز چونکہ حضرتِ سیِّدُنا اِدْرِیس عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کیا تھا لہٰذا ان کی سُنَّت پر عمل کرنے کی نیت کرے۔ ❁ کپڑے سینا بھی رِزْقِ حلال کے ذَرائع میں سے ایک عُمدہ ذَریعہ ہے لہٰذا اِس پیشے سے رِزْقِ حلال کے حُصُول کی نیت کرے۔ ❁ سُنَّت کے مُطابق لباس سینے اور غیر شَرعی لباس

مدینہ

[1] جامع صغیر، ص۵۵۷، حدیث: ۹۳۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت

www.dawateislami.com

سینے سے بچنے کی نیت کرے (یہ نیّت اسی صورت میں دُرست ہو گی جبکہ دَرزی غیر شَرعی لباس نہ سِیتا ہو اور جو سینے کو کہے اسے منع کر دے)۔ ❁ عورتوں کا ناپ نہ لینے کی نیت کرے کہ عورتوں کا ناپ لینے میں ان کے بدن کو دیکھنا اور چُھونا پڑتا ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ ❁ گاہک سے کئے ہوئے وعدے کی پاسداری کرتے ہوئے، ٹال مٹول سے بچتے ہوئے مُقَرَّرہ وقت پر سُوٹ تیار کر کے دینے کی نیت کرے۔ ❁ دَورانِ کام گانے باجے سُننے سے بچتے ہوئے ذِکر و دُرُود سے اپنے دِل کو بَہلانے کی نیت کرے۔ ❁ گھٹیا میٹریل لگا کر ناقص کام کرنے سے بچنے کی نیت کرے۔ ❁ کام کے دَوران بھی نمازِ باجماعت کا اِہتمام کرنے کی نیت کرے۔ ❁ کپڑا بچ جانے کی صورت میں خود رکھ لینے کے بجائے مالِک کو واپس لوٹانے کی نیت کرے۔ اس کے علاوہ اور بھی اچھی اچھی نیتیں کی جاسکتی ہیں۔

مِرا ہر عمل بس تِرے واسطے ہو

کر اِخلاص ایسا عطا یاالٰہی (وسائلِ بخشش)

منگل کے دِن سینے کے لئے کپڑے کاٹنا کیسا؟

سوال: کپڑے سِلانے کے لیے دَرزی کو کس دِن دینے چاہییں؟ نیز منگل کے دِن سینے کے لیے کپڑے کاٹنا کیسا ہے؟

جواب: کپڑے سِلانے کے لیے کسی بھی دِن دَرزی کو دیئے جاسکتے ہیں، اَلبتہ منگل کے

www.dawateislami.com

دِن کپڑے کاٹنے سے بچنا چاہئے لیکن اگر کسی نے کاٹ دیئے تو یہ ناجائز بھی نہیں۔ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی خِدْمتِ بابرکت میں اِسی طرح کا سُوال ہوا کہ ”نیا کپڑا یا جُوتا اِستعمال کرنے پر کیا پڑھے اور کون سے روز اِسْتِعمال کرے نیز درزی کو کون سے روز سِلنے کو دے؟“ تو آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جواباً اِرشاد فرمایا: بِسْمِ اللہ کہہ کر پہنے اور پہن کر پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِحَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ سب تعریف اور ستائش اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ لباس پہنایا اور میری قوت و طاقت کے بغیر مجھے اس کے پہننے کی توفیق بخشی۔[1] اور کپڑے کے اِسْتِعمال یا دَرزی کو دینے کے لئے کوئی خُصوصیَّت نہیں۔ ہاں! منگل کے دِن کپڑا قَطع نہ کیا جائے۔ مولا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: جو کپڑا منگل کے روز قَطع کیا جائے وہ جلے یا ڈُوبے یا چوری ہو جائے۔[2] سِلائی کرنے والے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو چاہیے کہ وہ منگل کے دِن کپڑے کاٹنے کے بجائے کسی اور دِن کاٹ لیا کریں۔

دُکانوں میں چہرے والی ڈَمی لگانا کیسا؟

سوال: دُکانوں میں چہرے والی ڈَمی لگانا کیسا ہے؟

---

1 ...... مستدرک حاکم، کتاب اللباس، الدعاء عند فراغ الطعام، ۵/ ۲۷۰-۲۷۱، حدیث: ۷۴۸۶ دار المعرفۃ بیروت

2 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۱۸۴

www.dawateislami.com

جواب: ایسی مَرْدانہ ڈَمی جس کا چہرہ بالکل مِٹا ہوا ہو یا بالکل ہَموار(Plain) ہو تو یہ جائز ہے جبکہ عورت کی بغیر چہرے کے بھی ڈَمی نہ لگائی جائے کیونکہ اس میں عورت کے بعض اَعضاء کا اُبھار بھی نُمایاں ہوتا ہے جو کہ بَدْ نگاہی کا باعِث ہے لہٰذا عورت کی بغیر چہرے کے ڈَمی کی بھی اِجازت نہیں، اَلبتہ hanger وغیرہ پر عورتوں کے کپڑے لٹکانے میں حَرَج نہیں۔ اِسی طرح دُکانوں میں نُمائش کے لیے مختلف لباس پہنے ہوئے ماڈلز کی تصاویر لگائی جاتی ہیں یہ بھی ناجائز ہیں اَلبتہ عورتوں کی تَصاویر سے خالی صرف کڑھائی یا گلے وغیرہ کے مختلف نَمُونوں یا ڈیزائنوں کے تصویری اَلبَم رکھے ہوں تو ان میں حَرَج نہیں۔

بنا دے مجھے نیک نیکوں کا صَدقہ
گناہوں سے ہر دَم بچا یاالٰہی (وسائلِ بخشش)

کام کی ٹینشن کی وجہ سے نماز روزہ تَرک کرنا کیسا؟

سوال: رَمَضانُ الْمبارک اور بقر عید کے موقع پر کام کے بوجھ(Burdon) کی وجہ سے نماز اور روزے چھوڑ دینا کیسا ہے؟

جواب: کام کے بوجھ(Burdon) کی وجہ سے نماز و روزہ تَرک کر دینا اِنتہائی خطرناک مُعاملہ ہے۔ عیدُ الفِطر ہو یا عیدُ الاَضحٰی، اپنی شادی ہو یا کسی عزیز کی، کسی کی فوتگی ہو یا اپنے ہی گھر میں کسی کی مَیِّت، کسی بھی صورت میں نماز میں سُستی کرنے یا قضا کر دینے کی اِجازت نہیں۔ نمازوں کو ضائع کرنے والوں کے مُتَعَلِّق اِرشادِ

www.dawateislami.com

ربُّ الْعِباد ہے:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ (پ۱۶، مریم:۵۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں (ضائع کیں) اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غَی کا جنگل پائیں گے۔

اِس آیتِ مُقدَّسہ کے تحت مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: "اِس سے معلوم ہوا کہ نمازوں میں سُستی تمام گناہوں کی جڑ ہے، اس سُستی کی کئی صورتیں ہیں: نماز نہ پڑھنا، بے وقت پڑھنا، بِلاوجہ بغیر جماعت پڑھنا، ہمیشہ نہ پڑھنا، رِیاکاری سے پڑھنا وغیرہ۔" اِسی طرح پارہ 30 سورۃُ الْماعُون کی آیت نمبر 4 اور 5 میں اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔

اِس آیتِ مُبارکہ کے تحت تفسیر نورُ الْعِرفان میں ہے: "نماز سے بھولنے کی چند صورتیں ہیں: کبھی نہ پڑھنا، پابندی سے نہ پڑھنا، بِلاوجہ مسجد میں نہ پڑھنا، صحیح وقت پر نہ پڑھنا، بِلاوجہ بغیر جماعت پڑھنا، نماز صحیح طریقہ سے ادا نہ کرنا، شوق سے نہ پڑھنا، سمجھ بوجھ کر ادا نہ کرنا، کَسل و سُستی، بے پروائی سے پڑھنا۔ اِسی لیے فُقَہاء فرماتے ہیں کہ آستین چڑھا کر، رومال کاندھے یا سر پر لٹکا کر، بٹن کھلے

www.dawateislami.com

چھوڑ کر نماز پڑھنا منع ہے کہ یہ سُستی اور بے پروائی کی علامت ہے۔“

نماز روزہ کسی صورت بھی تَرک نہ کیجیے

رَمَضَانُ الْمبارک میں دَرزیوں کے لیے بڑی آزمائش ہوتی ہے، بہت سے دَرزی تَراوِیح بلکہ عید کی نماز سے بھی محروم رہتے ہوں گے، اِسی طرح رَمَضَانُ الْمبارک کے آخری اَیّام میں مٹھائیاں بنانے والے بھی نماز روزے سے محروم ہو جاتے ہوں گے۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ اپنے کام میں تَخْفِیف(یعنی کمی) کر دیں مگر نماز روزہ کسی صورت میں بھی تَرک نہ کریں۔ اگر کوئی شخص آدھا گھنٹہ بھی کوئی ایسا محنت والا کام کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے لیے روزہ رکھنا دُشوار ہو جاتا ہے تو وہ آدھا گھنٹہ بھی ایسا محنت والا کام نہ کرے بلکہ آرام کرے اور روزہ رکھے کہ روزہ فرض ہے۔ یہی معاملہ نماز کا ہے کہ لاکھوں روپے کے گاہک چھوٹتے ہوں پَروا نہ کریں، وقت پر نماز ادا کریں کہ نماز فرض ہے اور اگر کوئی شَرعی عُذر نہیں تو جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں کہ باجماعت نماز ادا کرنا واجِب ہے۔ گاہک ہاتھ سے نکل جانے کے خیال سے یا کام کے لالچ میں جماعت تَرک کرنے کی اِجازت نہیں۔

کانٹا مِرے جگر سے غمِ روزگار کا
یوں کھینچ لیجیے کہ جگر کو خبر نہ ہو (حدائقِ بخشش)

یاد رکھئے! جان بوجھ کر ایک نماز بھی قضا کر دینا گناہِ کبیرہ، حرام اور جہنم میں

www.dawateislami.com

لے جانے والا کام ہے۔ چنانچہ سَردارِ دوجہان، محبوبِ رَحمٰن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے اس کا نام جہنم کے اس دَروازے پر لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ داخِل ہو گا۔[1] اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: عُذرِ شَرعی کے بغیر اتنی تاخیر کہ وقت چلاجائے اور قضا کرنی پڑے بیشک حرام، فِسْق اور کبیرہ گناہ ہے۔ اس کو عذاب دینا یا بخش دینا اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی مَشِیَّت (یعنی مرضی) کے سپرد ہے اور کوئی مسلمان دوزخ میں دُنیا کی عمر یعنی سات ہزار سال سے زیادہ نہیں رہے گا۔[2]

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ الْمدینہ کی مطبُوعہ 1250 صَفْحات پر مُشْتَمِل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد اوّل صَفْحہ 700 پر ہے: بِلا عُذرِ شَرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے، اُس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچے دِل سے توبہ کرے، توبہ یا حجِ مقبول سے گناہِ تاخیر معاف ہو جائے گا۔[3] توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے۔ اُس کو تو ادا نہ کرے، توبہ کیے جائے، یہ توبہ نہیں کہ وہ نماز جو اس کے ذِمّہ تھی اس کا نہ پڑھنا تواب بھی باقی ہے اور جب گناہ سے باز

مدینہ

1. کنز العمّال، الجزء:۷، ۴/۱۳۲، حدیث: ۱۹۰۸۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت
2. فتاویٰ رضویہ، ۵/۱۱۵
3. درمختار، کتاب الصلوۃ، باب قضاء الفوائت، ۲/۶۲۶ دار المعرفۃ بیروت

www.dawateislami.com

نہ آیا، توبہ کہاں ہوئی۔[1] حدیث میں فرمایا: گناہ پر قائم رہ کر اِستِغْفار کرنے والا اس کے مِثْل ہے جو اپنے ربّ (عَزَّوَجَلَّ) سے ٹھٹّھا (یعنی مذاق) کرتا ہے۔[2]

صَحابۂ کرام عَلَیۡهِمُ الرِّضۡوَان کا نماز کا اِہتمام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ بات طے شُدہ ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا کرنی ہے۔ ہمارے صَحابۂ کرام عَلَیۡهِمُ الرِّضۡوَان نماز کا کس قدر اِہتمام فرماتے تھے چنانچہ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ پر مسجدِ نَبَوی شریف عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں عین نماز کی حالت میں قاتِلانہ حملہ ہوا اور ناف کے نیچے اتنے شدید زخم آئے کہ آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کو جو مَشْروب وغیرہ پلایا جاتا آنتوں کے راستے باہر آ جاتا، اِس قدر شَدید زخمی ہونے کے باوجود "جب آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے عَرض کی گئی: اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن! نَماز (کا وقت ہے)۔ فرمایا: جی ہاں! سنیے! جو شخص نَماز کو ضائع کرتا ہے اُس کا اِسلام میں کوئی حِصّہ نہیں۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے شدید زخمی ہونے کی حالت میں بھی نماز ادا فرمائی۔[3] اِسی طرح سیِّدُ الشُّہَداء، اِمامِ عالی مقام حضرتِ سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ میدانِ کربلا میں سجدے کی حالت میں اپنا سَرِ مُبارک تَن سے جُدا کرا دیا لیکن اس حال میں بھی جیسے بن پڑا نماز کی صورت اِختیار فرمائی۔

مدینہ

1 ...... ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ۲/ ۱۲۷ ملخصاً دار المعرفۃ بیروت

2 ...... شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، ۵/ ۴۳۶، حدیث: ۷۱۷۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت

3 ...... کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلاۃ، ص ۲۲ پشاور

www.dawateislami.com

شمشیر بکف قاتل ہو کھڑا اور کوئی رہے سجدہ میں پڑا
کہتی تھی زمین کرب و بلا اس شان کا سجدہ کھیل نہیں
محبت کا دعویٰ تو آساں ہے کرنا مگر نجم مشکل ہے اُلفت میں مرنا
حسین ابنِ حیدر کی مانند یارو! محبت میں سَر کو کٹا کر تو دیکھو

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہم حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم اور امامِ عالی مقام حضرتِ سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے ماننے والے ہیں۔ ہمیں ان کے نَقْشِ قدم پر چلتے ہوئے نماز کا خوب اِہتمام کرنا ہے۔ جس طرح انہوں نے کسی حال میں نماز نہیں چھوڑی، ہم بھی چند پیسوں کی خاطر نماز نہیں چھوڑیں گے بلکہ مَدنی اِنعامات پر عمل کرتے ہوئے پانچوں نمازیں مسجد کی پہلی صَف میں تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں گے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔

میں پانچوں نمازیں پڑھوں باجماعت
ہو توفیق ایسی عطا یاالٰہی
میں پڑھتا رہوں سنّتیں وقت ہی پر
ہوں سارے نوافل ادا یاالٰہی (وسائلِ بخشش)

ہمارے بچے کہاں سے کھائیں گے؟

سوال: بعض لوگ اپنی کاروباری مَصروفیت کی وجہ سے نماز روزہ تَرک کر دیتے ہیں اور کہتے سُنائی دیتے ہیں کہ "بال بچوں کے لیے کمانا بھی عبادت ہے، اگر ہم نماز

روزے میں لگ جائیں گے تو ہمارے بچے کہاں سے کھائیں گے؟“ ان کا اس طرح کہنا کیسا ہے؟

جواب: بال بچوں کے لیے رِزقِ حلال کمانا عبادت ہے اس کا اِنکار نہیں، مگر اس مَصْرُوفیت کی وجہ سے نماز روزہ ترک کرنے کی اِجازت نہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے: مسلمان کے لیے فَرائِضِ خُداوندی (یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ) کے بعد رِزقِ حلال طَلب کرنا بھی فرض ہے۔[1] معلوم ہوا کہ نماز روزے کی اَدائیگی رزقِ حلال کمانے پر مُقدَّم ہے، لہٰذا کام کاج کی کیسی ہی مَصْرُوفیت ہو اسے عُذر بنا کر نماز روزہ ترک کرنے کی اِجازت نہیں۔

رہی بات یہ کہ ”اگر ہم نماز روزے میں لگ جائیں گے تو ہمارے بچے کہاں سے کھائیں گے؟“ تو یاد رکھیے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِطاعت کرنے سے بندہ بھوکا نہیں مرتا اور نہ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بے یارو مددگار چھوڑ دیتا ہے بلکہ اس کے لئے راہیں آسان فرما دیتا ہے۔ اِسی طرح کے ایک سُوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِسنَّت، مُجَدِّدِ دِین و مِلَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: رِزق اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِمَّہ ہے جس نے ہَوائے نَفْس (یعنی نفسانی خواہشات) کی پیروی کر کے طریقۂ حرام اِختیار کیا اُسے ویسے ہی پہنچتا ہے اور جس نے حرام سے اِجْتِناب اور (اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِطاعت کرتے ہوئے) حلال کی

مدینہ

1 ...... شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاھلین، ۶/ ۴۲۰، حدیث: ۸۷۴۱

www.dawateislami.com

طلب کی اُسے رِزقِ حلال پہنچاتے ہیں۔ امام سُفْیان ثَوری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک شخص کو نوکریٔ حُکّام (یعنی حُکّام کے ہاں کام کرنے) سے منع فرمایا۔ (اُس نے) کہا: بال بچّوں کو کیا کروں؟ فرمایا: ذرا سُنیو! یہ شخص کہتا ہے کہ میں خُدا کی نافرمانی کروں جب تو میرے اَہل و عیال کو رِزق پہنچائے گا اور اِطاعت کروں تو بے روزی چھوڑ دے گا۔[1]

مَرْدوں کے لیے عورتوں کا ناپ لینا کیسا؟

سوال: عورتوں کا ناپ لینا کیسا ہے؟

جواب: مَرْدوں (Gents) کے لیے اَجْنَبی عورتوں (Ladies) کا ناپ لینا جائز نہیں کیونکہ ناپ لینے میں ان کے بدن کو دیکھنا اور چُھونا پڑے گا جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ اگر کسی نے اِس طرح ناپ لیا ہے تو وہ توبہ کرے اور آئندہ اِس سے اِجْتِناب کرے۔ اِسی طرح جو عورتیں اَجْنَبی دَرزیوں کے پاس جا کر اپنا ناپ دینے کے لیے اپنے بدن کو چُھونے کی اِجازت دیتی ہیں وہ گنہگار اور جہنم کی حَقْدار ہیں اور اگر گھر کے مَرْدوں مثلاً شوہر اور باپ وغیرہ کو معلوم ہے اس کے باوجود وہ غیرت نہیں کھاتے تو وہ بھی گنہگار ہیں۔ حدیثِ پاک میں ایسوں کو دَیُّوث[2] کا لقب دیا گیا ہے اور دَیُّوث کے لیے سخت وعید

مدینہ

1 ..... فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۵۲۸

2 ..... جو اپنی عورت یا اپنی کسی محرم پر غیرت نہ رکھے وہ دَیُّوث ہے۔ (دُرِّمُختار، کتاب الحدود، ۶/ ۱۱۳)

www.dawateislami.com

ہے۔ چنانچہ نبیوں کے سُلطان، رَحمتِ عالَمِیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عِبْرت نشان ہے: تین شخص کبھی جنَّت میں داخِل نہ ہوں گے دَیُّوث، مَرْدانی وَضع بنانے والی عورت اور شراب نوشی کا عادی۔[1]

حدیثِ پاک میں یہ جو فرمایا گیا کہ "کبھی جنَّت میں داخِل نہ ہوں گے۔" یہاں اِس سے طویل عرصے تک جنَّت میں داخلے سے محرومی مُراد ہے کیونکہ جو بھی مسلمان اپنے گناہوں کی پاداش میں مَعَاذَ اللہ دوزخ میں جائیں گے وہ بِالآخر جنَّت میں ضَرور داخِل ہوں گے مگر یاد رہے کہ ایک لمحے کا کروڑواں حصہ بھی جہنم کا عذاب کوئی بَرداشت نہیں کر سکتا لہٰذا ہمیں ہر دَم ہر گناہ سے بچنے کی کوشش اور جنَّتُ الْفِرْدَوس میں بے حساب داخلے کی دُعا کرتے رہنا چاہئے۔[2]

بڑی کوششیں کی گنہ چھوڑنے کی
رہے آہ! ناکام ہم یاالٰہی
مجھے سچی توبہ کی توفیق دیدے
پئے تاجدارِ حرم یاالٰہی (وسائلِ بخشش)

اِن قباحتوں سے بچنے کے لیے چند طریقے پیشِ خدمت ہیں: (۱) اِس طرح کے

1 ...... مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب فیمن یرضی لاھلہ بالخبث، ۴/۵۹۹، حدیث: ۷۷۲۲ دار الفکر بیروت
2 ...... پردے کے بارے میں سوال جواب، ص۶۵-۶۶ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.com

کام اسلامی بہنیں خود سیکھ لیں اور اپنے گھروں پر ہی اِس کی ترکیب بنایا کریں۔ (۲) اسلامی بہنیں کسی اسلامی بہن ہی سے اپنے کپڑے سِلانے کی ترکیب بنائیں۔ (۳) اگر ایسا ممکن نہ ہو تو گھر کی خاتون ناپ لے اور کوئی مَحْرم جاکر دَرزی کو سِلوانے کے لیے دے آئے۔ (۴) یا کوئی پُرانا لباس کسی مَحْرم کے ذَریعے دَرزی کو دے دیا جائے جس کے مُطابق وہ نیا لباس تیار کر دے۔ اسلامی بہنوں کو چاہیے کہ بات بات پر گھر سے باہَر نہ دوڑتی پھریں۔ صِرف شَرعی مَصْلَحت کی صورت میں پَردے کی تمام قُیُودات کے ساتھ باہَر نکلیں۔

کریں اسلامی بہنیں شَرعی پَردہ
عطا ان کو حیا شاہِ اُمَم ہو (وسائلِ بخشش)

ایک دَرزی کا دوسرے کی خامیاں بیان کرنا کیسا؟

سوال: کیا ایک دَرزی دوسرے دَرزی کی خامیاں بیان کر سکتا ہے؟

جواب: جی نہیں۔ کسی مسلمان کے اندر موجود خامی یا بُرائی کو بِلا اِجازتِ شَرعی پیٹھ پیچھے بیان کرنا ''غیبت'' کہلاتا ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ قرآنِ مجید میں غیبت کرنے کی ممانعت آئی ہے اور یہ مَرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے مُترادِف ہے۔ چنانچہ اِرشادِ ربُّ الْعِباد ہے:

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ترجمۂ کنزالایمان: اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مَرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ

www.dawateislami.com

تَوَّابٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۲﴾ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک

(پ۲۶،الحجرات:۱۲) اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اگر وہ خامی یا بُرائی جس کو بیان کیا گیا وہ اس کے اندر موجود ہی نہ ہو اور اس درزی نے بِلاوَجہ اس کی بُرائی کر ڈالی تو یہ بُہتان ہے جو غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِسْتِفْسار فرمایا: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ عرض کی گئی: اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تم اپنے بھائی کا اِس طرح ذِکر کرو جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کی گئی: اگر وہ بات اس میں موجود ہو تو؟ فرمایا: جو بات تم کہہ رہے ہو اگر وہ اُس میں موجود ہو تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں نہ ہو تو تم نے اُس پر بُہتان باندھا۔[1]

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس خامی یا بُرائی کو بیان کیا گیا ہو وہ اس سے توبہ کر چکا ہو اب اس کے توبہ کرنے کے بعد اس کی بُرائی کو بیان کرنا اور اسے دوسروں کی نظر میں ذَلیل ورُسوا کرنا یہ بھی گناہ ہے۔ چنانچہ نبیٔ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے: جس نے اپنے بھائی کو ایسے گناہ پر عار دِلائی (یعنی شرمندہ کیا) جس سے وہ توبہ کر چکا ہے، تو مَرنے سے پہلے وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔[2] ہاں! اگر واقعتاً اس میں ایسی خامی یا بُرائی ہے کہ جس

مــــــــــــــــدینه

1 ......مُسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الغيبة، ص۱۰۷۱، حدیث: ۶۵۹۳ دار الکتاب العربی بیروت

2 ......ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب (ت:۱۱۸)، ۴/۲۲۶، حدیث: ۲۵۱۳ دار الفکر بیروت

www.dawateislami.com

سے لوگوں کو نقصان پہنچ رہا ہے تو مشورہ لینے پر اپنے مسلمان بھائیوں کو نقصان سے بچانے کی اچھی نیت سے اس کی اس بُرائی کا تذکرہ کر دے تو یہ گناہوں بھری غیبت نہیں بلکہ اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی ہے اور مشورہ مانگنے پر اگر مشورہ دینا چاہے تو صحیح مشورہ دینا واجب اور اس صورت میں بِلا اِجازتِ شَرْعی عیب چھپانا خِیانت ہے۔ عقلمند وہ ہے جو دوسروں کے عُیُوب دیکھنے، ٹوہ میں پڑنے اور بیان کرنے کے بجائے اپنے عیبوں پر نظر کرے اور انہیں دور کرنے میں لگ جائے۔

کسی کی خامیاں دیکھیں نہ میری آنکھیں اور
سُنیں نہ کان بھی عیبوں کا تذکرہ یاربّ (وسائلِ بخشش)

غیبت کے مختلف راستے

سوال: موجودہ ماحول میں دَرزیوں (Tailors/ Dress Makers) میں غیبت کِن کِن راستوں سے داخِل ہو سکتی ہے؟

جواب: اِنسان کو غیبت پر اُبھارنے والا شیطان ہے جو اِنسان کی رَگوں میں خون کی طرح گردِش کر رہا ہے۔ یہ کم بخت اپنے فَن میں اتنا ماہِر ہے کہ مختلف طریقوں سے غیبت جیسے مُہلِک مَرض میں اِس طرح مبتلا کر دیتا ہے کہ کانوں کان خبر تک نہیں ہوتی مثلاً کسی دَرزی کے پاس گاہک آیا، اس نے بھاؤ کم کروایا (یعنی Bargaining کی) اور کہا کہ وہ اتنی سِلائی دے گا۔ تھوڑی بحث کے بعد اُجرت

www.dawateislami.com

طے ہو گئی۔ عین ممکن ہے کہ گاہک کے جانے کے بعد ایک دَرزی دوسرے درزی کو یا سیٹھ اپنے ماتحت کو بتائے: یار! یہ چمڑا ہے، بڑی مشکل سے قابو میں آیا ہے۔ اِس طرح اِس نے دو جملے بول کر گاہک کی غیبت کر دی اور گناہگار ہوا۔

غیبت و چغلی کی آفت سے بچیں
یہ کرم یا مصطفٰے فرمائیے (وسائلِ بخشش)

بھاؤ کم کروانا سُنَّت ہے

یاد رکھئے! بھاؤ کم کرانا کوئی مَعْیُوب یا خِلافِ مُرَوَّت کام نہیں بلکہ سُنَّت ہے۔ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: بھاؤ(میں کمی) کے لئے حُجَّت (بحث و تکرار) کرنا بہتر ہے بلکہ سُنَّت سِوا اس چیز کے جو سفرِ حج کے لئے خریدی جائے، اس (سفرِ حج کی خریداریوں) میں بہتر یہ ہے کہ جو مانگے دے دے۔[1] اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے سفرِ حج کے لئے خریدی جانے والی چیز میں بھاؤ کم نہ کروانے کا جو فرمایا ہے وہ افضل اور بہتر ہے۔ اگر کوئی اس میں بھی بھاؤ کم کرواتا ہے تو وہ گنہگار نہیں ہے۔ اب ہو سکتا ہے کہ دَرزی کے پاس آنے والا گاہک اتنا سمجھدار اور پرہیز گار آدمی ہو کہ سُنَّت پر عمل کرنے کی نیت سے اس نے بھاؤ کم کروایا ہو اور دَرزی نے "یہ چمڑا ہے، کنجوس ہے، ہوشیار بنتا ہے" وغیرہ وغیرہ اُلٹی سیدھی باتیں کہہ کر نہ جانے کتنی غیبتوں، تہمتوں اور

مــــــدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۱۷/ ۱۲۸

www.dawateislami.com

بَدگمانیوں کا اِرتِکاب کرڈالا ہو۔ اِن سب باتوں سے بچنے کے لیے علمِ دِین حاصِل کرنا ضَروری ہے۔ ہمارے مُعاشرے کے تقریباً تمام شُعبہ جات میں خریداری کے وقت بھاؤ کم کروانے کو بہت مَعْیُوب اور خِلَافِ مُرَوَّت خیال کیا جاتا ہے اور بعض اوقات گاہک کو خوب بُرا بھلا بھی کہا جاتا ہے اور اس کی خوب غیبت کی جاتی ہے۔ اگر گاہک مُنہ مانگی رقم دے کر چلا جائے تب بھی غیبت کریں گے، بولیں گے کہ ”کتنا بیوقوف ہے، جو مانگا دے کر چلا گیا، یہ دُنیا میں کیسے کامیاب ہو گا“ وغیرہ وغیرہ، یہ سب غیبت ہی کی صورتیں ہیں۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ گاہک کے جانے کے بعد دَرزی اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: اس نے جیسے تیسے اُجرت تو کم کروالی مگر پیسے نکالنا ہم بھی جانتے ہیں۔ اب وہ اُجرت والی کمی پوری کرنے کے لیے کبھی غیر مُناسب سِلائی کرتا ہے تو کبھی اَدھورا کام کرتا ہے یا خیانت و بَدْ دِیانتی کرتے ہوئے ناقص میٹریل لگا دیتا ہے حالانکہ وہ گاہک سے پوری اُجرت وُصول کر چکا ہوتا ہے یا کپڑے واپس دیتے ہوئے وُصول کرے گا۔ اللہ پاک سب مسلمانوں کو نیک بنائے اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بدگمانی، جھوٹ، غیبت، چغلیاں
چھوڑ دے تو رب کی نافرمانیاں (وسائلِ بخشش)

www.dawateislami.com

بَہر حال اگر ہمیں زبان کا قفلِ مدینہ لگانا نصیب ہو جائے تو بہت ساری آفتوں سے نجات مل سکتی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ اسلامی بھائی زبان کا قفلِ مدینہ لگاتے بلکہ "یوم قفلِ مدینہ" بھی مَناتے ہیں۔ آپ بھی ہر مَدَنی ماہ کی پہلی پیر کو دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کے مطبُوعہ رِسالے "خاموش شہزادہ" کا مُطالعہ کیجئے اور بُری باتوں سے تو ہمیشہ بچنا ہی چاہیے، اِس کے ساتھ ساتھ فضول باتوں سے بھی بچ کر "یومِ قفلِ مدینہ" منایئے مگر قفلِ مدینہ کا یہ مَطْلب ہر گز نہیں کہ جائز بات بھی نہ کی جائے جیسے کسی نے سلام کیا یا چھینک کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہا یا اذان کی آواز سنائی دی تو ان کا جواب دیا جائے گا حتّٰی کہ جن چیزوں کا جواب دینا واجب ہے تو ان کا جواب نہ دینے کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے۔ زبان کے قفلِ مدینہ کا مقصد اپنی زبان کو فضول باتوں سے روکنا ہے کہ فضول گوئی سے خاموشی بہتر ہے اور نیکی کی دعوت وغیرہ دینا خاموشی سے بہتر ہے۔

زَبان اور آنکھوں کا قفلِ مدینہ
عطا ہو پئے مصطفٰے یاالٰہی (وسائلِ بخشش)

رَسید پر لکھی ہوئی تحریر کا حکم

سوال: اکثر دَرزیوں کی رَسید پر لکھا ہوتا ہے کہ "تین ماہ کے اندر اندر اپنا سوٹ لے جائیں ورنہ ہماری ذِمّہ داری نہیں ہوگی۔" کیا اِس طرح لکھ دینے سے تین ماہ

www.dawateislami.com

کے بعد ان کی ذِمَّہ داری ختم ہو جاتی ہے؟

جواب: دَرزی کو جو کپڑے سینے کے لیے دیئے جاتے ہیں وہ اس کے پاس وَدِیْعَت یعنی اَمانت ہوتے ہیں اور وَدِیْعَت کا حکم یہ ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے گی تاوقتیکہ مالک کے حوالے کر دی جائے اور مالک فوت ہو جائے تو اس کے وُرثاء کے حوالے کی جائے گی اور اگر ان میں سے کوئی بھی نہ ملے تو تب بھی بطورِ وَدِیْعَت اپنے پاس محفوظ رکھے گا یہاں تک کہ اگر دَرزی نے جان بوجھ کر اسے ضائع کر دیا تو اس پر ضَمان (تاوان) لازم ہو گا۔ دَرزی، دھوبی یا دِیگر پیشہ ور حضرات اگرچہ اپنی رسیدوں پر لکھوا بھی دیں کہ **"اپنا سامان مُقَرَّرہ مُدَّت تک لے جائیں، تین ماہ کے بعد ہماری کوئی ذِمَّہ داری نہ ہو گی۔"** تب بھی وہ ذِمَّہ دار رہیں گے، تین ماہ کیا بِالْفرض تین سو سال کے بعد بھی مالک لوٹ آئے تو اسے اس کی اَمانت واپس کرنا ہو گی۔ دَرزی حضرات سوچیں گے کہ وہ تین سو سال تک کیسے زندہ رہ سکتے ہیں تو عرض ہے کہ ان کے بعد وہ شے ان کی اولاد کے پاس اَمانت رہے گی اور ان کے بعد ان کی اولاد کے پاس عَلٰی ھٰذَا الْقِیاس حتّٰی کہ وہ شے اصل مالک یا اس کے وُرثا کے پاس پہنچ جائے۔ وَدِیْعَت کو صَدَقہ بھی نہیں کیا جا سکتا لہٰذا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ تین ماہ بعد کوئی اس شے کو غائب کر دے یا ہڑپ کر جائے کہ ایسا کرنے والا یقیناً خِیانَت کا مُرتکِب ہو گا۔ صَدْرُ الشَّرِیعہ، بَدْرُ الطَّرِیقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

www.dawateislami.com

فرماتے ہیں: وَدِیْعَت رکھنے والا غائب ہو گیا، معلوم نہیں زندہ ہے یا مَر گیا تو وَدِیْعَت کو محفوظ ہی رکھنا ہو گا، جب موت کا عِلم ہو جائے اور وُرَثہ بھی معلوم ہیں، وُرَثہ کو دے دے، معلوم نہ ہونے کی صورت میں وَدِیْعَت کو صَدَقہ نہیں کر سکتا اور لُقَطہ میں مالِک کا پتا نہ چلے تو صَدَقہ کرنے کا حکم ہے۔[1] لہٰذا مشورہ یہ ہے کہ جس سے کپڑے لیں تو اس کا فون نمبر اور پتہ وغیرہ بھی نوٹ کر لیں تاکہ تاخیر کی صورت میں پہنچائے جا سکیں۔

بوریت دُور کرنے کے لیے گانے سُننا کیسا؟

سوال: بعض دَرزی پیشہ لوگ کام کے دَوران بوریت اور سُستی دور کرنے اور اپنے دِل کو بَہلانے، سُکون پانے کے لیے گانے باجے چلاتے ہیں کہ یہ رُوح کی غذا ہے، تو کیا یہ دُرُست ہے؟ اِسی طرح بعض دُکانوں میں گانے نہ چلائے جائیں تو کاریگر کام ہی نہیں کرتے، اِس وجہ سے سیٹھ گانے چلانے پر مجبور ہو جاتا ہے، اس کا حل اِرشاد فرما دیجیے۔

جواب: بوریت ہو یا کچھ اور، گانے باجے سُننا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ گانے باجوں سے نہ تو اِطْمِیْنانِ قَلْب حاصِل ہوتا ہے اور نہ ہی یہ رُوح کی غذا ہیں۔ ہاں! گندی و خبیث رُوحوں کی غِذا ہوں تو یہ الگ بات ہے مگر اہلِ اِیمان کی پاکیزہ رُوحوں کی غِذا تو اللہ پاک کا ذِکر ہے اِسی سے ان کے دِل چین

مدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۳/ ۳۸، حصہ: ۱۴

www.dawateislami.com

پاتے ہیں۔ چنانچہ خُدائے رَحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُؕ۝۲۸

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دِل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سُن لو اللہ کی یاد ہی میں دِلوں کا چین ہے۔ (پ۱۳، الرعد: ۲۸)

معلوم ہوا کہ گانے باجے اور موسیقی نہ تو رُوح کی غِذا ہے اور نہ ہی اس سے قرار حاصِل ہوتا ہے۔ مسلمان کا دِل بَہلانے اور اِطْمِینان پانے کے لیے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر ہے لہٰذا اپنے دِل کو ذِکرُ اللہ سے بَہلائیں یا نعت شریف کی کیسٹیں چلائیں اور ہر حال میں اپنے آپ کو گانے سننے سے بچائیں کہ رَحْمتِ دَارین، سرورِ کَونَین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باعثِ چین ہے: گانا دِل میں ایسے نِفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی کھیتی اُگاتا ہے اور ذِکر دِل میں ایسے اِیمان پیدا کرتا ہے جیسے پانی کھیتی اُگاتا ہے۔(1)

رہی بات سیٹھ کی جو بے چارہ خود تو گانے باجے سننے کا عادی نہیں البتہ اپنے کاریگروں کی وجہ سے گانے باجے چلانے پر مجبور ہو جاتا ہے تو اس مسئلے کا لَایَنْحَل (Unsolved) ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔ **پہلی بات** تو یہ ہے کہ سمجھدار اور مَدَنی ذہن رکھنے والے اسلامی بھائی اپنے کارخانوں میں ایسا ماحول پیدا ہی

مدینہ

1 ...... سنن کبری للبیھقی، کتاب الشھادات، باب الرجل یغنی...الخ، ۱۰/ ۳۷۷، حدیث: ۲۱۰۰۷ دار الکتب العلمیة بیروت

نہیں ہونے دیتے کہ کوئی کاریگر ایسا ناجائز مُطالَبہ کرے۔ جب کارخانے میں گانے بجانے کے لیے ڈیک، ٹی وی یا کسی آڈیو یا وِڈیو پلیئر اور سی ڈیز وغیرہ کا اِنتظام نہ ہو گا تو "نہ رہے گا بانس، نہ بجے گی بانسری" اور اگر اِنتظام تو ہے مگر صرف مَدَنی چینل اور نعت اور بیان وغیرہ کا سِلسلہ ہوتا ہے تو کاریگر سیٹھ سے بات کرکے خود ہی شرمندہ ہو گا کہ کوئی ذِی شُعُور مسلمان نعت اور بیان وغیرہ کو بند کرکے ان کی جگہ گانے باجے چلانا گوارا نہیں کرتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی دوسرے کی وجہ سے گناہ کا اِرْتِکاب کرنا اور ان سب کا گناہ اپنے سر لینا یقیناً بہت بڑی نادانی ہے۔ ہاں! اگر کوئی کاریگر گانوں کا رَسیا ہے تو اس پر اِنفرادی کوشش کرکے اس کی اِصلاح کر دیں۔ اس کے لیے سیٹھ کا خود اپنا مَدَنی ذہن ہو گا تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ معاملات جلد دُرُست ہو جائیں گے کیونکہ عموماً کاریگر خود آلاتِ لہو و لعب اپنے ساتھ نہیں لاتے بلکہ پہلے سے جاری نظام کے تحت کارخانے میں موجود ہوتے ہیں جس کی وجہ سے مُعاملہ جُوں کا تُوں چلتا رہتا ہے وَرنہ کاریگروں میں اتنی مَجال نہیں ہوتی کہ کسی سیٹھ کو غَلَط کام پر مجبور کریں اور وہ ان کے سامنے بے چارہ بے بس ہو کر رہ جائے۔

میں گانے باجوں اور فلموں ڈراموں کے گنہ چھوڑوں

پڑھوں نعتیں کروں اکثر تلاوت یَارَسُوْلَ اللہ (وسائلِ بخشش)

www.dawateislami.com

کپڑے کے بچے ہوئے ٹکڑے اِسْتِعمال میں لانا

سوال: گارمنٹس کے شعبے میں ایک پارٹی کی طرف سے مختلف کپڑوں کے پیک شُدہ یا کھلے تھان آتے ہیں جن سے 50 یا 60 پیس (Piece) تیار کرنے ہوتے ہیں۔ کام مکمل ہونے کے بعد کپڑوں کے چھوٹے بڑے ٹکڑے بچ جاتے ہیں جو کبھی اِسْتِعمال میں آجاتے ہیں اور کبھی نہیں۔ بعض اوقات مالک کہہ دیتا ہے کہ ٹھیک ہے آپ رکھ لیں، ہمارے پیس پورے ہو چکے ہیں۔ اب اس صورت میں بچ جانے والے ٹکڑوں کو اپنے اِسْتِعمال میں لاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: کپڑا سینے کے بعد جو کترن بچتی ہے عام طور پر عُرف یہی ہے کہ اس کو واپس نہیں لیا جاتا تو اسے رکھنے میں حَرَج نہیں اور بڑے ٹکڑوں میں جہاں یہ عُرف ہو کہ لوگ انہیں بھی واپس نہیں لیتے تو انہیں بھی رکھ سکتے ہیں اور جہاں لوگ واپس لیتے ہوں وہاں واپس دینے پڑیں گے۔ ہاں! اگر مالک معلوم ہونے کے بعد کہتا ہے کہ ٹھیک ہے، ہمارا کام پورا ہو گیا ہے، اب جو بچا ہے وہ تم رکھ لو تو اب پورا تھان بھی بچ گیا اور آپ نے اِجازت کے ساتھ رکھ لیا تو کوئی حَرَج نہیں۔ یاد رکھئے! اِجازت دو طرح سے ہوتی ہے صَراحۃً یا دَلالۃً۔ صَراحۃً اِس طرح کہ مالک کہہ دے جو ٹکڑے بچے ہیں وہ آپ رکھ لیں تو یہ مالک کی طرف سے صَراحۃً اِجازت ہو گی اور دَلالۃً اِجازت یوں ہوتی ہے مثلاً اس کے ساتھ بارہا اِس طرح کا مُعاملہ رہا کہ مُعاہدہ سے بچ جانے والے ٹکڑے واپس نہیں لیتا یا اس کو معلوم

www.dawateislami.com

ہے کہ بقیہ ٹکڑے رکھ لئے جاتے ہیں اس کے باوجود وہ خاموش رہتا ہے تو یہ دَلالۃً اِجازت سمجھی جاتی ہے کیونکہ اگر اِجازت نہ ہوتی تو وہ اس کا مُطالَبہ کرتا۔

یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ اِجازت صَراحۃً یا دَلالۃً سیٹھ ہی کی طرف سے ہو۔ عام طور پر سیٹھ خود نہیں آتا بلکہ کسی نوکر کو بھیج دیتا ہے۔ نوکر اگر کہے کہ رکھ لو تو اس کا یہ کہنا کافی نہ ہوگا کیونکہ نوکر کی جیب سے کچھ نہیں جاتا لٰہذا سیٹھ ہی سے رابِطہ کرنا ہوگا نیز آرڈر کے بعد بڑے ٹکڑوں کا بچنا بھی سیٹھ کے عِلم میں ہو کیونکہ عموماً چھوٹے ٹکڑوں کا تو اسے علم ہوتا ہے اور اس نے پہلے سے اِجازت دے دی ہو تو وہ بھی چھوٹے ٹکڑوں ہی کی اِجازت ہوگی لٰہذا بڑے ٹکڑوں یا تھان بچنے کی صورت میں نئے سرے سے اِجازت دَرکار ہوگی جس میں بڑے ٹکڑوں یا تھانوں کی صَراحت ہو وَرنہ یہ مالک کو واپس کرنا ہوں گے۔

دیکھا گیا ہے کہ گارمنٹس کی فیکٹریوں سے ایسے بڑے بڑے ٹکڑوں کی گانٹھیں نکلتی ہیں جو بچوں کے سُوٹ بنانے والوں کو مہیا (Supply) کی جاتی ہیں اور ان سے خاطر خواہ رقم ہاتھ آتی ہے۔ اس لحاظ سے ”آم کے آم، گٹھلیوں کے دام“ والے اس دور میں جب کچرا بھی کسی نہ کسی اِستِعمال میں لایا جارہا ہے، سیٹھ کا بڑے بڑے قابلِ اِستِعمال ٹکڑوں (Cut Pieces) کے حوالے سے کھلی چھٹی دے دینا سمجھ میں نہیں آتا۔ ہاں! اگر مالک یہ سب کچھ جاننے کے بعد اِجازت دے دے تو رکھ لینے میں حَرَج نہیں۔

www.dawateislami.com

کپڑا بچا کر اُجرت کی کمی پوری کرنا کیسا؟

سوال: بسا اوقات دَرزیوں میں سے کسی ایک پارٹی کے ساتھ آرڈر طے ہو رہا ہوتا ہے تو دوسری دَرزی پارٹی آکر کم ریٹ پر آرڈر لے لیتی ہے مگر وہ کٹنگ میں فرق کرتے ہوئے کچھ کپڑا بچا کر اپنی کمی کو پورا کر لیتی ہے ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ جب ایک پارٹی سے بات چیت چل رہی ہو تو اس دَوران دوسری پارٹی کو بیچ میں نہیں آنا چاہیے۔ ہاں! اگر ان کی بات نہ بن سکے تو اب دوسری پارٹی بات چیت کر سکتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دوسری پارٹی کا کم ریٹ پر آرڈر لے کر کٹنگ میں فرق کرتے ہوئے کپڑا بچا کر اپنی کمی کو پورا کرنا شَرعاً جائز نہیں کیونکہ اگر وہ کٹائی میں اس طرح فرق کرے کہ مَطْلُوبہ اَوصاف کے مُطابق چیز ہی تیار نہ ہو تو اس صورت میں اس پر کپڑے کا تاوان دینا لازم ہے کیونکہ تَعَدّی (زیادتی) پائی گئی اور اگر کپڑا مَطْلُوبہ اَوصاف کے مُطابق تیار کر بھی دے تو بھی بچا ہوا کپڑا شَرعاً وہ مالک ہی کی مِلک میں باقی رہتا ہے اور مالِک کو بتائے بغیر اُسے رکھ لینا غَصب ہے۔ ہاں! جب مالک کی طرف سے بچا ہوا کپڑا لینے کی صَراحۃً یا دَلالۃً اِجازت ہو یا پھر وہاں کا عُرف ہو تو اِس صورت میں رکھ لینے میں کوئی مُضایقہ نہیں۔

پہلی صورت میں خِیانَت کا پہلو بھی نُمایاں ہے کیونکہ اَجیر کے پاس کپڑا اَمانت ہوتا ہے اور کپڑے میں کٹنگ کرتے ہوئے اپنے لئے کپڑا بچا لینا خِیانَت ہے اور

www.dawateislami.com

اَمانت میں خِیانَت کرنا مسلمان کی شان نہیں بلکہ منافقین کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ چنانچہ نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عِبْرت نشان ہے: مُنافِق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے وعدہ خلافی کرے (۳) جب اس کے پاس اَمانت رکھی جائے تو خِیانت کرے۔[1]

جو دُکانیں خِیانت سے چمکائیں گے!
کیا انہیں زَر کے اَنبار کام آئیں گے؟
قہرِ قہّار سے کیا بچا پائیں گے؟
جی نہیں نارِ دوزخ میں لے جائیں گے (وسائلِ بخشش)

ذاتی نقصان بَرداشت ہے مگر کسی اور کا نقصان گوارا نہیں

دَرزیوں کو چاہیے کہ وہ خِیانَت کرنے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو دھوکا دینے سے بچیں۔ ہمارے بُزُرگانِ دِین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کی تو یہ مَدَنی سوچ ہوا کرتی تھی اور ان کے دِلوں میں اِحترامِ مُسْلِم کا ایسا جَذْبہ ہوتا تھا کہ وہ خود اپنا ذاتی نقصان تو بَرداشت کر لیتے لیکن کسی مسلمان کا نقصان گوارا نہ کرتے اس بات کا اَندازہ اس حکایت سے لگائیے۔ چنانچہ حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نقل فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا شیخ اَبُو عَبْدُ اللّٰہ خَیَّاط رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

مدینہ

1 ...... بخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، ۱/ ۲۴، حدیث: ۳۳

www.dawateislami.com

کے پاس ایک آتَش پَرَست کپڑے سِلْواتا اور ہر بار اُجرت میں کھوٹا سکّہ دے جاتا، آپ اُس کو لے لیتے۔ ایک بار آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی غیر موجودگی میں شاگرد نے آتَش پَرَست سے کھوٹا سِکّہ نہ لیا۔ جب حضرتِ سیّدُنا شیخ اَبُوعَبْدُاللہ خَیّاط رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ واپس تشریف لائے اور اُن کو یہ معلوم ہوا تو آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شاگرد سے فرمایا: تُو نے کھوٹا دِرہم کیوں نہیں لیا؟ کئی سال سے وہ مجھے کھوٹا سِکّہ ہی دیتا رہا ہے اور میں بھی چُپ چاپ لے لیتا ہوں تاکہ یہ کسی دُوسرے کو نہ دے آئے۔[1]

قمیص میں دھاتی بٹن لگانا اور گلے میں اِنچی ٹیپ لٹکانا کیسا؟

سوال: قمیص میں کسی دَھات(Metal) کے بٹن لگانا اور گلے میں فِیتہ(InchiTape) لٹکانا جائز ہے؟

جواب: قمیص میں سونے، چاندی یا ریشم کے بٹن لگانا جائز ہے جبکہ یہ بٹن زنجیر سے بندھے ہوئے نہ ہوں جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن دُرِّ مختار کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: ریشم اور سونے کے بٹن میں کچھ حَرَج نہیں۔[2] دَھات(Metal) کے بٹن بھی عُلَمائے کِرام کی تَصرِیحات کے پیشِ نظر جائز ہونے چاہییں۔[3] رہی بات فِیتہ (Inchi Tape) گلے میں ڈالنے کی

مدینہ

1 ...... احیاء العلوم، کتاب الریاضۃ النفس وتھذیب الاخلاق، باب علامات حسن الخلق، ۸۷/۳ دار صادر بیروت

2 ...... فتاویٰ رضویہ، ۱۱۷/۲۲

3 ...... فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ

www.dawateislami.com

جیسا کہ دَرزی حضرات عموماً کام کے وقت گلے میں ڈالتے ہیں، اِسی طرح ڈاکٹر حضرات بھی اپنے گلے میں اِسٹیتھوسکوپ(Stethoscope یعنی مریض کے سینہ وغیرہ کامعاینہ کرنے کا آلہ) لٹکائے رکھتے ہیں تو اِس میں کوئی حَرَج نہیں۔

خالی قینچی چلانے سے گھر میں لڑائی ہونے کی حقیقت

سوال: خالی قینچی چلانے سے گھر میں لڑائی ہو جاتی ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: خالی قینچی چلانے سے گھر میں لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے ایسا سننے میں تو بہت آتا ہے لیکن دیکھنے میں کبھی نہیں آیا کہ کسی نے خالی قینچی چلائی ہو تو لڑائی جھگڑا ہو گیا ہو۔ اَلبتہ ہر ایک کے آگے زبان چلانے سے لڑائی جھگڑے ہونے کے بہت سارے واقعات مل سکتے ہیں۔ ایسی عجیب و غریب باتیں عُموماً عورتوں ہی سے صادِر ہوتی ہیں جن کا کہیں وُجُود نہیں ہوتا۔ بہر حال اِس قسم کی باتیں محض تَوَہُّمات اور بَدشگونی کا پُلندہ ہوتی ہیں، ان پر نہ تو خود یقین کرنا چاہیے اور نہ ہی انہیں لوگوں میں پھیلانا چاہیے۔ حدیثِ پاک میں ہے نبیِّ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے بَدشگونی کا ذِکر ہوا۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: فال اچھی چیز ہے اور بُرا شگون کسی مسلمان کو واپس نہ کرے (یعنی کہیں جا رہا تھا اور بُرا شگون ہوا تو واپس نہ آئے، چلا جائے) جب کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو ناپسند ہے یعنی بُرا شگون پائے تو یہ کہے: اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّاٰتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ یعنی اے اللہ تیرے سوا کوئی

www.dawateislami.com

نیکیوں کو لانے والا نہیں اور نہ ہی تیرے سوا کوئی بُرائیوں کو دُور کرنے والا ہے اور سوائے تیری توفیق کے کسی کے پاس کوئی قوت وطاقت نہیں ہے۔[1]

معلوم ہوا کہ بَدشگونی یا بَد فالی بُری چیز ہے جس سے اِجْتِناب کرنا چاہیے جبکہ نیک فال لینا پسندیدہ فِعل ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نے فتاویٰ رضویہ جلد 9 صَفْحَہ 373 پر ایک سُوال کے جواب میں اِرشاد فرمایا: "(وقتِ دفن) بارشِ رحمت فالِ حَسَن ہے خُصُوصاً اگر خلافِ عادت ہو۔" اِسی طرح عقیقے کے بارے میں عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ اس کی ہڈی نہ توڑی جائے بلکہ ہڈیوں پر سے گوشت اُتار لیا جائے کہ یہ بچے کی سلامتی کی نیک فال ہے اور ہڈی توڑ کر گوشت بنایا جائے تو اس میں بھی حَرَج نہیں۔ گوشت کو جس طرح چاہیں پکا سکتے ہیں، مگر میٹھا پکایا جائے تو بچہ کے اَخلاق اچھے ہونے کی فال ہے[2]۔[3]

پیشگی لی گئی رقم اِستِعمال میں لانا کیسا؟

سوال: سوٹوں یا جیکٹوں کا وسیع پیمانے پر کام کرنے والے جب کسی پارٹی سے آرڈر بک

مدینہ

1. ...... ابو داود، کتاب الطب، باب فی الطیرة، ۴/۲۵، حدیث: ۳۹۱۹ دار احیاء التراث العربی بیروت
2. ...... بہارِ شریعت، ۳/۳۵۷، حصہ: ۱۵
3. ...... "بدشگونی" کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے کے لیے دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 126 صفحات پر مشتمل کتاب "بدشگونی" کا مُطالعہ کیجیے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ معلومات میں اِضافہ ہو گا۔ (شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ)

www.dawateislami.com

کرتے ہیں تو ان سے لاکھ دو لاکھ روپیہ پیشگی (Advance) بھی لیتے ہیں۔ کیا تیار شُدہ مال کی سِپردگی (Delivery) سے پہلے لی جانے والی رقم اِستِعمال کی جا سکتی ہے؟

جواب: اِس اُجرت کو اِستِعمال کر سکتے ہیں۔ جس طرح اُدھار چیز خریدنے والا اپنی شے اِستِعمال کر سکتا ہے اِسی طرح پیشگی (Advance) رقم لینے والا بھی اس رقم کو اپنے صَرف میں لا سکتا ہے کہ پیشگی اُجرت لینے سے مِلکِیّت ثابت ہو جاتی ہے اور اس میں تَصَرُّف جائز ہوتا ہے۔

تَصاویر والے لباس پہننا کیسا؟

سوال: بعض لوگوں کے کپڑوں پر تَصاویر بنی ہوئی ہوتی ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جانداروں کی تَصاویر والے کپڑے پہننے کی شَرعاً اِجازت نہیں۔ صرف چہرے کی تصویر ہو تو بھی ناجائز ہے جیسے آج کل نوجوان ایسی شرٹیں اِستِعمال کرتے ہیں جن کے سینے یا پشت پر کسی اَداکارہ، کھلاڑی یا شیر وغیرہ کا چہرہ بنا ہوتا ہے۔ ہاں! بے جان چیزوں جیسے جہاز، گاڑی یا پودوں وغیرہ کی تصویر بنی ہو تو اس میں حَرَج نہیں۔ وہ اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں بھی اِحتیاط فرمائیں جو اپنے بچوں کو بابا سُوٹ پہناتے ہیں۔ اگر ایسی تصویر والا کوئی سُوٹ لے لیا ہے تو پھولوں والے اسٹیکرز لے کر ان کے چہرے پر اِستری کے ذَرِیعے پریس کر کے چسپاں کر دیں تو اس سے چہرہ بھی چھپ جائے گا اور خوبصورتی بھی برقرار رہے گی یا

www.dawateislami.com

کسی اور طریقے سے (مَثَلاً اوپر کپڑا وغیرہ سی کر) چہرہ چھپا دیں۔

اگر کپڑوں پر کسی عورت کی تصویر بنی ہوئی ہے تو فقط چہرہ چھپانے سے کام نہیں چلے گا بلکہ عورت کے دِیگر مَحاسن جیسے مختلف اَعضاء کا اُبھار وغیرہ بھی چھپانا ہو گا کہ اس میں ان کی بھی نُمائش ہوتی ہے۔اِسی طرح اگر مَرد کی تصویر میں سے چہرہ چھپا دیا مگر ٹائٹ پینٹ کے ذَریعے اس کا پچھلا حصّہ نُمایاں دِکھایا گیا ہو تو اس کو بھی چھپانا ہو گا، بہتر یہی ہے کہ ہمارا لباس سادہ اور سُنَّتوں کا آئینہ دار ہو۔

سُنَّتوں کا ہو عطا ذَرد مسلمانوں کو
دُور فیشن کی ہو بھرمار رَسُولِ عَرَبی (وسائلِ بخشش)

تاخیر کی صورت میں گاہک کو کیسے مطمئن کریں؟

سوال: بعض اوقات حالات خراب ہونے کی وجہ سے کسی گاہک(Customer) کا کام مُؤَخَّر(Delay) ہو جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ دُکاندار نے اس کے ساتھ جھوٹ بولا ہے لہٰذا ایسا طریقہ بتا دیجئے کہ جھوٹ بھی نہ ہو اور گاہک بھی مُطْمَئِن ہو جائے؟

جواب: جب آپ نے گاہک(Customer) سے کام لیا اور اسے کہا کہ میں فُلاں تاریخ پر آپ کو دے دوں گا۔اس پر آپ اپنے دِل پر اچھے طریقے سے غور کر لیجئے کہ اس میں آپ کی نیت کیا ہے؟ مثلاً آپ نے یکم مُحَرَّمُ الْحَرام کو کپڑا سینے کے لیے لیا اور گاہک سے کہا کہ 15 مُحَرَّمُ الْحَرام کو آپ کے حوالے کر دوں گا۔اب

15 مُحَرَّمُ الْحَرام کا وقت دیتے ہوئے آپ کے دِل میں نیت یہی تھی کہ مجھے اس تاریخ میں کپڑا سی کر دے دینا ہے تب تو آپ اپنی جگہ صحیح ہیں اور بات بھی دُرُست ہے۔ اب کسی وجہ سے 15 تاریخ سے تاخیر ہو جائے تو آپ پر کوئی گناہ نہیں اور اگر آپ نے 15 مُحَرَّمُ الْحَرام کی تاریخ دے کر جیسے تیسے کام تو لے لیا مگر اس مُقَرَّرہ تاریخ پر کام حوالے کرنے کی نیت نہ تھی بلکہ اس کو ٹَرخانے اور دھکے کھلانے کی نیت تھی تو آپ فسادِ نیت کی وجہ سے گنہگار ہوں گے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ بات ذہن میں رکھ کر کسی کو وقت دیں گے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ گناہ سے بچت رہے گی۔ رہی بات حالات کے خراب ہونے کی تو حالات ہر روز خراب نہیں ہوتے۔ اگر آپ کے علاقے میں حالات خراب تھے تو گاہک کو پتا ہوگا کہ اتنے دن سے حالات خراب ہیں، دُکان بند پڑی ہے، روز ہڑتالیں ہو رہی ہیں تو ایسی صورتِ حال میں گاہک کو سمجھانا اِتنا دُشوار نہیں ہوتا بشرطیکہ سمجھانا بھی آتا ہو اور اگر سمجھانا نہیں آتا اور اَبے تبے کر کے بات کی تو آپ سو فیصدی سچے بھی ہوں گے تب بھی وہ آپ کی بات پر یقین نہیں کرے گا اور یہی خیال کرے گا کہ آپ خواہ مخواہ ٹالم ٹول کر رہے ہیں لہٰذا اپنے کردار اور گفتار کو ستھرا رکھیے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ گاہک مان جائے گا۔

اَخلاق ہوں اچھے مِرا کردار ہو ستھرا
محبوب کا صَدقہ تو مجھے نیک بنا دے (وسائلِ بخشش)

www.dawateislami.com

آپ اگر عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول کے ساتھ وابستہ ہو کر نمازوں کی پابندی کریں گے اور زبان کو سَلیقے سے چلائیں گے تو آپ کے گاہک آپ سے مُطْمَئِن رہیں گے کہ یہ نیک آدمی ہے، اس کے چہرے پر نیکیوں کا نُور، داڑھی کی بہار اور سر پر عمامے شریف کا تاج ہے، یہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ یوں اِعْتِماد کی فَضا قائم رہے گی اور اگر آپ قینچی کی طرح زبان چلائیں گے تو کوئی بھی آپ کی بات پر یقین نہیں کرے گا۔

گاہک سے کیا گیا وعدہ پورا نہ کرنے کے بارے میں حکم

سوال: دَرزی حضرات عیدین یا شادی بیاہ کے مَواقع پر گاہکوں (Customers) سے سِلائی کے لیے کپڑے وُصُول کر لیتے ہیں اور واپسی کا وقت بھی دے دیتے ہیں حالانکہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ مُقَرَّرہ وقت پر کپڑے نہیں دے سکیں گے، ایسی صورت میں گاہکوں (Customers) کو بار بار دھکے کھلانا کیسا ہے؟

جواب: عیدین اور شادی بیاہ کے مَواقع پر ایسا بہت ہوتا ہے۔ بے چارے دَرزی لالچ کے مارے بہت سے آرڈرز لے لیتے ہیں لیکن جب دینے کا وقت آتا ہے تو مختلف حیلے بہانوں سے گاہکوں کو ٹَرخانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گاہک مُطْمَئِن ہوتے ہیں کہ وقتِ مُقَرَّرہ پر انہیں کپڑے تیار مل جائیں گے لیکن جب لینے کے لیے جاتے ہیں تو اب انہیں "صبح کو آجانا، شام کو آجانا، کل آجانا" وغیرہ وغیرہ جملے کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی جاتی ہیں جس سے گاہکوں کو شدید تکلیف کا سامنا

www.dawateislami.com

کرنا پڑتا ہے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا حرام ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: جس نے کسی مسلمان کو اَذِیَّت دی اُس نے مجھے اَذِیَّت دی اور جس نے مجھے اَذِیَّت دی اُس نے بِلاشُبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اَذِیَّت دی۔[1] لہٰذا درزیوں کو اپنے گاہکوں کے ساتھ کئے گئے وعدے کی پاسداری کرتے ہوئے وقتِ مُقَرَّرہ پر کپڑے تیار کرکے ان کے حوالے کردینے چاہئیں۔ اِرشادِ ربُّ الْعِباد ہے:

وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور عہد پورا کرو بیشک عہد سے سوال ہونا ہے۔

گاہک سے کپڑا وُصُول کرتے وقت اگر غالِب گمان یہ تھا کہ وقتِ مُقَرَّرہ پر دے دوں گا اور اس کے لئے کوشش بھی کی لیکن پھر بھی وقت پر نہ دے سکا تو اب یہ وعدہ خِلافی نہیں کیونکہ کپڑا لیتے وقت عُمُوماً غالِب گمان پر ہی واپس کرنے کا وقت دیا جاتا ہے اور اگر کپڑا لیتے وقت غالِب گمان یہ تھا کہ اس وقت تک سوٹ تیار نہ ہوسکے گا پھر بھی چپکے سے لے لیا اس صورت میں شَرعاً یہ درزی گنہگار ہوگا کہ وعدہ پورا کرنے کی اس کی نیت ہی نہ تھی۔ حُضُورِ پُرنور، شافعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: وعدہ خِلافی یہ نہیں کہ آدمی وعدہ کرے اور اس کی نِیَّت اسے پورا کرنے کی بھی ہو بلکہ وعدہ خِلافی یہ ہے کہ آدمی وعدہ کرے اور اس کی نِیَّت اسے پورا کرنے کی نہ ہو۔[2] ایک اور حدیثِ

مــــــدینہ

1 ...... مُعجم اوسط، باب السین، من اسمہ سعید، ۲ / ۳۸۶، حدیث: ۳۶۰۷ دار الکتب العلمیة بیروت

2 ...... الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع، املاء الحدیث... الخ، ص ۳۱۵، رقم: ۱۱۶۸ دار ابن الجوزی الدمام

www.dawateislami.com

پاک میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیّت پورا کرنے کی ہو پھر پورا نہ کر سکے تو اُس پر گناہ نہیں۔[1]

اِس حدیثِ پاک کے تحت مُفسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: حدیث کا مَطْلب یہ ہے کہ اگر وعدہ کرنے والا پورا کرنے کا اِرادہ رکھتا ہو مگر کسی عُذر یا مجبوری کی وجہ سے پورا نہ کر سکے تو وہ گناہ گار نہیں، یوں ہی اگر کسی کی نیّت وعدہ خِلافی کی ہو مگر اِتفاقاً پورا کر دے تو گنہگار ہے اُس بَدنِیّتی کی وجہ سے۔ ہر وعدے میں نیّت کا بڑا دَخل ہے۔[2]

حسد، وعدہ خلافی، جھوٹ، چغلی، غیبت و تہمت
مجھے ان سب گناہوں سے ہو نفرت یا رسولَ اللہ (وسائلِ بخشش)

بَروکر کو کمیشن دینے کی جائز صورت

سوال: کچھ لوگ ہمارے پاس گاہک لے کر آتے ہیں اور اس کے عِوض ہم سے کمیشن مانگتے ہیں جبکہ گاہک کو کچھ پتا نہیں ہوتا تو کیا اس صورت میں ہم ان کو کمیشن دے سکتے ہیں؟

جواب: جن لوگوں سے پہلے سے طے کر رکھا ہے کہ گاہک لانے پر آپ کو اتنا کمیشن ملے گا تو کمیشن کا لین دَین بعض صورتوں میں جائز ہو گا اور بعض میں ناجائز۔

مدینہ

1 ......ابو داود، کتاب الادب، باب فی العدۃ، ۴/۳۸۸، حدیث: ۴۹۹۵

2 ......مراٰۃ المناجیح، ۶/ ۴۹۲ ضیاء القران پبلی کیشنز مرکز الاولیا لاہور

www.dawateislami.com

جائز کی صورت یہ ہے کہ کمیشن لینے والے گاہک پر برابر محنت کریں، اپنا وقت یا سرمایہ صَرف کریں کہ جس سے دوڑ دھوپ کرنا ثابت ہوتا ہو تو اس صورت میں بَروکر کا گاہک لانے پر کمیشن لینا جائز ہو گا اور اس کے بَرخلاف اگر کسی نے خود آکر اس بروکر سے پوچھا کہ کون سا دَرزی آج کل صحیح ہے تو بروکر نے کہہ دیا: فُلاں دَرزی تو محض اِس مشورہ پر کمیشن لینے کا حق دار نہیں ہو گا جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”اگر کسی کارندے (یعنی کام کرنے والے) نے اس کام کے سلسلے میں جو دوڑ دھوپ کی وہ اپنے آقا کی طرف سے تھی، بیچنے والے کی طرف سے نہ تھی اگرچہ بعض زبانی باتیں بیچنے والے کی طرف سے بھی کی ہوں مثلاً آقا کو مشورہ دیا کہ یہ چیز اچھی ہے، خرید لینی چاہیے یا اس میں آپ کا نقصان نہیں اور مجھے اتنے روپے مل جائیں گے اور سیٹھ نے خرید لی تو کارندہ (یعنی کام کرنے والا) بیچنے والے کی طرف سے کسی اُجرت کا مستحق نہیں کہ اُجرت آنے جانے، محنت کرنے کی ہوتی ہے نہ کہ بیٹھے بیٹھے دو چار باتیں کہنے، صلاح بتانے، مشورہ دینے کی۔ ہاں! اگر بیچنے والے کی طرف سے دوڑ دھوپ میں اپنا وقت صَرف کیا تو صرف اُجرتِ مثل کا حقدار ہو گا یعنی ایسے کام کے لیے اتنی کوشش کرنے پر جو مَزدوری ہوتی ہے اس سے زائد نہ پائے گا اگرچہ بیچنے والے سے اس سے زیادہ کا طے ہوا ہو اور اگر کارندے (یعنی کام کرنے والے) سے اُجرتِ مثل سے کم میں طے ہوا تھا تو جو طے ہوا تھا وہی ملے گا کہ یہ کمی کارندے کی اپنی

www.dawateislami.com

رضامندی کے نتیجے میں ہوئی ہے۔"[1]

گاہک کو بتائے بغیر اُجْرت وُصُول کرلینا

سوال: اگر کوئی شخص گاہک کو 500 روپے سِلائی بتا کر دَرزی کو 400 روپے دے اور 100 روپے اپنی محنت کے رکھ لے تو اس کا ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں گاہک کو 500 روپے اُجرت بتا کر 400 روپے دَرزی کو دینا اور گاہک و دَرزی کو بتائے بغیر 100 روپیہ خاموشی سے اپنی جیب میں ڈال لینا شَرعی اِعْتِبار سے دُرُست نہیں۔ اِس مسئلے کا حَل یہ ہے کہ اگر شخصِ مذکور نے اس کام میں تگ ودَو اور محنت وکوشش کی ہے اور اُجرت بالکل طے نہ ہوئی تھی جیسا کہ سُوال سے ظاہر ہو رہا ہے تو اُسے اُجرتِ مِثل ہی ملے گی اور دَلَّال کے لیے اپنی مَرضی سے گاہک کو بتائے بغیر 100 روپیہ رکھ لینا جائز نہ ہو گا۔ ہاں! اگر اُجرت طے ہوئی تھی اور وہ اُجرتِ مِثل سے زائد تھی تو اُجرتِ مِثل کا حق دار ہو گا اور طے شُدہ اُجرت، اُجرتِ مِثل سے کم تھی تو اسے کم ہی دی جائے گی اور اگر اس نے کوئی محنت وکوشش نہیں کی تو محض زبانی دو چار باتیں کرنے سے اُجرت کا حقدار نہ ہو گا۔ اُجرت کا مستحق ہونے کے لیے کچھ نہ کچھ محنت وکوشش ہونا ضَروری ہے جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا اَبُو خَلْدَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عِکْرِمہ اور اَبُو الْعالِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے سُوال کیا

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۱۹/ ۴۵۲ ماخوذاً

www.dawateislami.com

کہ میں دَرزی کا کام کرتا ہوں، کپڑوں کی کٹائی کرتا ہوں اور پھر جتنی اُجرت میں نے وُصُول کی ہوتی ہے اس سے کم اُجرت میں (دوسرے کو سِلائی کے لیے) دے دیتا ہوں تو انہوں نے کہا: کیا تم ان کپڑوں میں کچھ کام (محنت وکوشش) بھی کرتے ہو؟ فرماتے ہیں: میں نے کہا: ہاں! میں کپڑوں کو کاٹتا ہوں اور پھر آگے دے دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: اِس میں حَرَج نہیں۔(1)

غیر مِعْیاری کپڑے تیار کرنے میں تاوان کی صورت

سوال: کاریگر بسااوقات ہمارے مِعْیار کے مُطابق مال تیار نہیں کرتے تو کیا اس صورت میں ہم ان سے تاوان (یعنی جرمانہ) لے سکتے ہیں؟ نیز اگر دَرزی کپڑے خراب کر دے تو اس سے رقم وُصُول کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اِس مسئلے میں اَجیرِ خاص اور اَجیرِ مُشْتَرک کے اَحکام جُدا جُدا ہیں۔ وہ اَجیر جو کسی خاص وقت میں ایک ہی شخص کے کام کرنے کا پابند ہو **"اَجیرِ خاص"** کہلاتا ہے جیسے دَرزی حضرات تنخواہ دے کر اپنے پاس کاریگر رکھتے ہیں، اور وہ اَجیر جس کے لئے کسی خاص وقت میں فَردِ واحد کا کام کرنا ضَروری نہ ہو اور عام لوگوں کا کام بھی کر سکتا ہو تو اسے "اَجیرِ مُشْتَرک یا اَجیرِ عام" کہتے ہیں جیسے وہ دَرزی جس سے عام لوگ اپنے کپڑے سِلواتے ہیں۔

---

(1)...... مصنف ابن ابی شیبه، کتاب البیوع والاقضیة، الرجل یدفع الی الخیاط... الخ، ۵ / ۱۴، حدیث: ۳ دار الفکر بیروت

www.dawateislami.com

اَجیر مُشترک کے ضَمان کے بارے میں صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اَجیرِ مُشترک کے فِعل سے اگر چیز ضائع ہوئی تو تاوان واجب ہے مَثَلاً دھوبی نے کپڑا اپھاڑ دیا اگرچہ قصداً نہ پھاڑا ہو چاہے اُسی نے خود پھاڑا یا اُس نے دوسرے سے دھلوایا اُس نے پھاڑا، بہر حال تاوان واجب ہے اور اس صورت میں دُھلائی کا بھی مستحق نہیں۔[1] ہاں! اگر اَجیرِ مُشترک کے کسی فِعل کے بغیر وہ چیز ضائع ہو گئی تو اس بارے میں اَجیر کے صالح، فاسِق اور مَسْتُوْرُ الْحَال (جس کا صالح یا فاسق ہونا معلوم نہ ہو) ہونے کے اِعْتِبار سے مختلف اَحکام ہیں۔

خاص پوچھی گئی صورت کا جواب یہ ہے کہ یہ اگر اَجیرِ مُشترک (جیسے عام دَرزی) تھا تو مِعْیار کے مُطابق کام نہ کرنے کی دو صورتیں ہیں: (۱) کپڑا بالکل دُرُست نہ سِیا تو اس صورت میں اس پر تاون ہو گا۔ (۲) سِیا تو دُرُست مگر ناپ میں ایک آدھ انگل کی کمی بیشی کر دی تو اس صورت میں تاوان نہیں ہو گا اور اُجرت کا مستحق ہو گا جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: درزی سے کہہ دیا کہ اتنا لمبا اور اتنا چوڑا ہو گا اور اتنی آستین ہو گی مگر سی کر لایا تو اس سے کم ہے جتنا بتایا اگر ایک ایک آدھ انگل کم ہے معاف ہے اور زیادہ کم ہے تو اسے تاوان دینا پڑے گا۔[2]

مدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۳/ ۱۵۲، حصہ: ۱۴

2 ...... بہارِ شریعت، ۳/ ۱۳۳، حصہ: ۱۴

www.dawateislami.com

اور اگر اَجیرِ خاص (جیسے تنخواہ دار کاریگر) تھا اور اس نے جان بوجھ کر کپڑے خراب کر دیئے تو اس پر تاوان ہو گا ورنہ نہیں جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: اَجیرِ خاص کے پاس جو چیز ہے وہ اَمانت ہے اگر تَلَف ہو جائے تو ضَمان واجب نہیں اگرچہ اس کے فِعل کی وجہ سے تَلَف ہوئی مَثَلاً اَجیرِ خاص نے کپڑا دھویا اور اس کے (لکڑی یا پتھر کی سِل وغیرہ پر) پٹکنے یا نچوڑنے سے پھٹ گیا، اس پر ضَمان واجب نہیں اور اَجیرِ مُشترک سے ایسا ہو تو واجب ہے۔ (جس کا مُفَصَّل ذِکر گزر چکا ہے۔) ہاں! اگر اَجیرِ خاص نے قصداً اس چیز کو فاسِد و خراب کر دیا تو اس پر تاوان واجب ہو گا۔[1]

مذاق کرنے والے دَرزی کیلئے بھی دُعائے خیر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر بِالفَرض کسی دَرزی نے آپ کے کپڑے خراب کر بھی دیئے تو آپ بحث و تکرار یا لڑائی جھگڑے کے بجائے صبر کر کے خوب خوب اَجر و ثواب کماتے ہوئے شیطان کے اس وار کو ناکام بنا دیجئے کیونکہ اب لڑائی جھگڑا کرنے سے آپ کے کپڑے دُرُست نہیں ہو جائیں گے بلکہ آپ کا وقار مَجْرُوح ہو گا لہٰذا حُسْنِ اَخلاق کا دامن تھامتے ہوئے، اپنے اَسلافِ کِرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی پیروی کرتے ہوئے اس کے ساتھ نرمی سے پیش آیئے۔ اس سے نہ صرف اس کو اپنے کئے پر نَدامت ہو گی بلکہ وہ آپ کا گرویدہ بھی ہو

[1] بہارِ شریعت، ۳/ ۱۶۰، حصہ: ۱۴

www.dawateislami.com

جائے گا۔اِس ضِمن میں ایک دِلچسپ حِکایت سنیے:

منقول ہے کہ ایک بار حضرتِ سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکافی نے کسی دَرزی سے قمیص سِلوائی۔ وہ آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مقام و مرتبہ سے ناواقف تھا۔ اس نے مذاق کرتے ہوئے دائیں آستین اتنی تنگ کر دی کہ اس میں آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ہاتھ بمشکل داخِل ہوتا اور بائیں اتنی کشادہ کر دی کہ اس میں سر بھی داخِل ہو سکتا تھا۔ جب قمیص آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خِدمت میں پیش کی گئی تو آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے! تنگ آستین وُضو میں اوپر چڑھانے کے لئے بہتر ہے اور کھلی آستین کتاب رکھنے کے لئے موزوں ہے۔“ اِسی دَوران خلیفۂ وقت کا قاصِد دَس ہزار دِرہم لے کر آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خِدمت میں حاضِر ہوا۔ دَرزی کے پاس ہی اس کی آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے مُلاقات ہوگئی۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے قاصِد کو فرمایا: ”اس دَرزی کو کپڑوں کی سِلائی دے دو۔“ جب دَرزی نے قاصِد سے آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا: ”یہ حضرتِ سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکافی ہیں۔“ یہ سنتے ہی وہ آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پیچھے ہو لیا اور قدم بوسی کرکے مَعْذِرَت کی پھر آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خِدمت میں ہی رہنے لگا اور آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے حلقۂ اَحْباب میں شامل ہو گیا۔(1)

مدینہ

1 ...... الروض الفائق، ص۲۰۸ دار احیاء التراث العربی بیروت

www.dawateislami.com

مِرے اَخلاق اچھے ہوں، مِرے سب کام اچھے ہوں

بنا دو مجھ کو تم پابند سُنَّت یارسولَ اللہ (وسائلِ بخشش)

سوٹ دَرزی کے پاس سے گم ہو جائے تو؟

سوال: اگر گاہک (Customer) کا سوٹ دَرزی سے گم ہو جائے تو کیا اسے تاوان (یعنی جرمانہ) دینا پڑے گا؟

جواب: دَرزی نیک و پرہیز گار ہے تو اس پر ضَمان (یعنی تاوان) واجب نہیں اور اگر فاسِق ہے تو اس پر ضَمان واجب ہو گا اور اگر اس کی پرہیز گاری کے بارے میں معلوم ہی نہیں تو آدھے سوٹ کا تاوان واجب ہو گا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کے فرمان کا خُلاصہ ہے: جمہور اَئمّۂ مُتأَخّرین کے نزدیک اگر اَجیر نیک و پرہیز گار ہے تو اس پر ضَمان نہ ہو گا اور اگر فاسِق ہے یعنی نیک و پرہیز گار نہیں تو اس پر ضَمان واجب ہو گا اور اگر اَجیر کی پرہیز گاری کے بارے میں معلوم نہیں تو نِصف ضَمان واجب ہو گا اور باقی نِصف ساقِط ہو جائے گا (یعنی چھوڑ دیا جائے گا)۔[1]

گاہک دَرزی سے کپڑے لینے نہ آئے تو؟

سوال: گاہک دَرزی کے پاس سِلائی کے لیے کپڑا دے جاتا ہے اور پھر طویل عرصے تک لینے کے لیے نہیں آتا، یوں ہی بعض لوگ ناپ کے لیے دیئے گئے پُرانے

---

1 ..... فتاویٰ رضویہ، ۱۹/ ۵۷۳ ملخصًا

www.dawateislami.com

کپڑے واپس لینا بُھول جاتے ہیں ایسی صورت میں دَرزی کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: دونوں صورتوں میں جب تک ان کپڑوں کا مالک نہ آئے، درزی انہیں حفاظت کے ساتھ اپنے پاس رکھے کہ یہ کپڑے دَرزی کے پاس وَدِیْعَت یعنی اَمانت ہیں اور اَمانت کو حفاظت کے ساتھ رکھنا ضَروری ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک آ جائے۔ چنانچہ صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: وَدِیْعَت رکھنے والا غائِب ہو گیا، معلوم نہیں زندہ ہے یا مَر گیا تو وَدِیْعَت کو محفوظ ہی رکھنا ہو گا، جب موت کا علم ہو جائے اور وُرَثہ بھی معلوم ہیں، وُرَثہ کو دے دے، معلوم نہ ہونے کی صورت میں وَدِیْعَت کو صَدَقہ نہیں کر سکتا اور لُقطہ میں مالک کا پتانہ چلے تو صَدَقہ کرنے کا حکم ہے۔[1] لہٰذا مشورہ یہ ہے کہ جس سے کپڑے لیں تو اس کا فون نمبر اور پتہ وغیرہ بھی نوٹ کر لیں تاکہ تاخیر کی صورت میں پہنچائے جا سکیں۔

جلدی سوٹ سِلائی کرنے کی اُجرت زیادہ لینا؟

سوال: دَرزیوں کی سِلائی کے ریٹ عُمُوماً مُقَرَّر (Fixed) ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی گاہک جلدی (Urgent) بنوانا چاہے تو اس سے طے شُدہ ریٹ سے زائد لے کر سوٹ بنا دیتے ہیں، ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب: دَرزیوں کا زائد رقم لے کر جلدی (Urgent) سوٹ بنا کر دینا جائز ہے جبکہ زائد

مدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۳/۳۸، حصہ: ۱۴

www.dawateislami.com

رقم اور سوٹ سی کر دینے کا وقت دونوں طے ہو جائیں اور اگر دَرزی نے مُقَرَّرہ تاریخ تک سی کر نہ دیا تو وہ زائد رقم کا مستحق نہ ہو گا بلکہ اس وقت سِلائی کے جو عام ریٹ ہونگے انہی کا وہ مستحق ہو گا جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: دَرزی سے کہا اگر آج سی کر دیا تو ایک روپیہ اور کل دیا تو آٹھ آنے، اس نے آج ہی سی کر دے دیا تو ایک روپیہ دینا ہو گا اور دوسرے دن دے گا تو اُجرتِ مِثل (یعنی وہ مزدوری جو اس کام کے کرنے والے کو عام طور پر دی جاتی ہے وہ) واجب ہو گی جو آٹھ آنے سے زیادہ نہ ہو گی۔[1]

اَرجنٹ کپڑوں کی وجہ سے دوسروں کے کپڑے لیٹ کرنا

سوال: بعض اوقات دَرزی کام کے دَوران کسی سے زیادہ (Extra) پیسے لے کر اس کے کپڑے جلدی (Urgent) سی دیتے ہیں جس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کے کپڑے لیٹ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی چند صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) دَرزی نے اپنے پاس کچھ زائد کاریگر رکھے ہیں جو urgent کام کرتے ہیں جس کی وجہ سے طے شُدہ کاموں میں حَرج نہیں ہوتا تو اِس طرح کا order لینے میں حَرج نہیں۔ (۲) کاریگر تو زائد نہیں لیکن دَرزی کے پاس اِضافی کام کی گنجائش ہے تب بھی اِس طرح کا order لینے میں حَرج نہیں (۳) دَرزی اپنے کاریگروں سے اِضافی مُعاوضے پر زائد وقت طے کر

مـــــــــــــــــــدینه

1 ...... بہارِ شریعت، ۳/ ۱۶۳، حصہ: ۱۴

www.dawateislami.com

کے urgent کام کرا لیتا ہے تب بھی حَرَج نہیں (۴) اگر یہ صورتیں نہ ہوں تو پھر اَخلاقی طور پر ایسا order لینا غَلَط ہے، جو پہلے آئیں ان کے سوٹ پہلے سی کر دیئے جائیں۔ ہاں! جس جس تاریخ کا وعدہ ہے اس سے لیٹ نہ ہوتے ہو تو بیچ میں جلدی (Urgent) سی کر دینے میں بھی حَرَج نہیں۔[1] لہٰذا دَرزی اَرجنٹ آرڈر لینے میں اِس بات کا خیال رکھے کہ جن لوگوں سے مُقَرَّرہ وقت پر سی کر دینے کا وعدہ کر رکھا ہے اور وقت پر سی کر دینے کی نیت بھی تھی تو اس میں اَرجنٹ آرڈر کی وجہ سے تاخیر نہ ہونے پائے۔

طے ہونے کے باوجود زبردستی اُجرت کم دینا کیسا؟

سوال: سِلائی کی اُجرت طے ہونے کے باوجود سوٹ لیتے وقت زبردستی طے شُدہ رقم سے کم دینا کیسا ہے؟

جواب: یہ سراسر ظلم و زیادتی ہے اور ایسا کرنا حرام، حرام اور سخت حرام ہے۔ اِجارے کے وقت جو اُجرت طے ہوئی، کام کے اِختِتام پر اس طے شُدہ اُجرت کا ادا کرنا ضَروری ہے کیونکہ یہ اَجیر کا حق ہے اور اس کے حق میں کمی کرنا اس کی حق تلفی ہے، ایسا کرنے والا قہرِ قہّار و غضبِ جبّار کا مستحق ہے۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی بارگاہِ عالی میں سُوال ہوا کہ ”اگر کوئی شخص کسی مزدور کو برائے مَزدوری سو کوس یا پچاس کوس کے فاصلہ پر لے

---

1 ..... فتاویٰ اہلسنّت غیر مطبوعہ

www.dawateislami.com

جائے، بعد ازاں اس سے چار پانچ ماہ تک کام کرالے اور بَروقت حِساب کے اس کو تیس روپے کے کام کے بیس روپے اور اس پر سختی کرے اور اسے پریشان کرے، جائز ہے یا ناجائز؟" تو آپ رَحمَۃُ اللهِ تعَالٰی عَلَیْه نے جواباً اِرشاد فرمایا: حرام، حرام، حرام، کبیرہ، کبیرہ، کبیرہ۔ رسولُ الله صَلَّی اللهُ تعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالٰی فرماتا ہے: قیامت کے دِن تین شخصوں کا میں مُدَّعی ہوں گا اور جس کا میں مُدَّعی ہوں میں ہی اسی پر غالِب آؤں گا، ایک وہ جس نے میرا عہد دیا پھر عہد شکنی کی۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد کو غُلام بنا کر بیچ ڈالا اور اس کی قیمت کھائی۔ تیسرا وہ جس نے کسی شخص کو مزدوری میں لے کر اپنا کام تو اس سے پورا کرالیا اور مزدوری اسے پوری نہ دی[1]۔[2]

لٰہذا اِجارے کے وقت جو اُجرت طے پائی اس کا ادا کرنا ضَروری ہے۔ اگر کوئی طے شُدہ رقم سے کم دے تو جتنی رقم اس نے کم دی ہے اس پر لازِم ہے کہ اَجیر کو دے اور اس اَجیر کی جو دِل آزاری اور بقیہ رقم دینے میں تاخیر ہوئی اس پر اس سے مُعافی بھی مانگے۔ حدیثِ پاک میں یہاں تک تاکید فرمائی گئی کہ "اجیر کو اس کی اُجرت اس کا پسینا خشک ہونے سے پہلے دو۔"[3]

مـــــــدینه

1 ...... مُسندِ امام احمد، مسند ابی ھریرۃ، ۳/۲۷۸، حدیث: ۸۷۰۰

2 ...... فتاوٰی رضویہ، ۱۹/ ۴۵۴

3 ...... ابنِ ماجه، کتاب الرھون، باب اجر الاجراء، ۳/۱۶۲، حدیث: ۲۴۴۳ دار المعرفة بیروت

www.dawateislami.com

”جو سمجھ میں آئے دے دینا“ کہنا کیسا؟

سوال: دَرزی کا یہ کہنا کہ ”جو اُجرت سمجھ میں آئے دے دینا“ کیسا ہے؟

جواب: دَرزی کا یہ کہنا کہ ”جو اُجرت سمجھ میں آئے دے دینا“ یہ سَراسر جھگڑے والا مُعاملہ ہے۔ کپڑے سِلائی کرنے کے بعد جو گاہک کی سمجھ میں آ رہا ہے اگر دَرزی کی سمجھ میں نہ آیا اور تُو تکار سے بات بڑھتے بڑھتے جھگڑے کی نوبت آ گئی تو فیصلے کے لیے کس قاضی کے پاس جائیں گے؟ جھگڑا نہ بھی ہو تو کم از کم اتنا ضَرور ہوتا ہے کہ دُکاندار کو افسوس رہتا ہے کہ مجھے مَطْلُوبہ اُجرت نہیں ملی لیکن بے چارہ مُرَوَّت میں خاموش ہو جاتا ہے اور گاہک کو افسوس ہوتا ہے کہ شاید میں نے زیادہ اُجرت دے دی ہے۔ بِالآخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے بَدظن ہو جاتے ہیں۔ انہی وُجُوہات کی بِنا پر شریعتِ مُطَہَّرہ نے ہمیں کام شروع کرنے سے پہلے اُجرت یا مزدوری طے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر اُجرت پہلے سے طے نہ ہو تو اُجرت کے مَجْہُول (نامعلوم) ہونے کی وجہ سے عقد فاسِد ہو گا اور اس صورت میں اُجرتِ مِثل یعنی اس کام کرنے کی عُموماً جتنی اُجرت دی جاتی ہے اتنی اُجرت دینی پڑے گی جیسا کہ دُرِّ مختار میں ہے: اگر اِجارہ شے کی جہالت (معلوم نہ ہونے) اور عَدمِ ذِکر (یعنی ذِکر نہ کرنے) کی وجہ سے فاسِد ہو تو مَنافع حاصِل کرنے پر مِثلی اُجرت لازِم ہو گی خواہ جتنی بھی ہو۔[1]

مدینہ

[1] ...... دُرمختار، کتاب الاجارۃ، ۸۱/۹

www.dawateislami.com

اُجرت پوری لینے کے باوجود ناقِص مال لگانا

سوال: بعض دَرزی حضرات اُجرت پوری لینے کے باوجود بُکرم وغیرہ ناقص لگا دیتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: کپڑا لیتے وقت جیسے طے ہوا تھا اس کے مُطابق سی کر دینا ضَروری ہے۔ اگر ان اوصاف کے مُطابِق سی کر نہ دیا تو اس صورت میں دَرزی مُقرَّرہ اُجرت کا مستحق نہیں ہو گا مثلاً کسی نے دَرزی کو کپڑا دیتے وقت عمدہ اور جیِّد قِسم کے کالر لگانے کو کہا اس نے ناقِص قِسم کے کالر لگا دیئے تو اب دیکھا جائے گا کہ جو اس نے کام کیا وہ بیان کردہ اوصاف کے مُطابق ہے یا نہیں؟ اگر بیان کردہ اوصاف کے مُطابق ہو یا اس کے قریب قریب ہو یعنی معمولی فرق ہو تو اس صورت میں دَرزی اپنی طے شُدہ اُجرت کا مستحق ہو گا اور اگر بیان کردہ اوصاف کے قریب قریب بھی نہ ہو تو اس صورت میں کپڑے کے مالک کو اِختیار ہے کہ یا تو اپنے کپڑے کی قیمت لے یا پھر اپنا کپڑا لے کر اس کے سینے کی اُجرتِ مِثل دَرزی کو دے۔ چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: اگر کسی شخص نے موزہ بنانے والے کو چمڑا دیا اور کہا کہ اپنے پاس سے اس میں عُمدہ نعل لگا دے اور اُجرت مُقرَّر کر دی اب اگر اس نے غیر عمدہ نعل لگائے تو مالک کو اِختیار ہے کہ چاہے تو اپنے چمڑے کی قیمت لے لے یا موزے لے کر اس کام کی اُجرتِ مِثل اور جو زیادتی ہوئی ہے وہ دے دے مگر اُجرتِ مِثل طے شُدہ اُجرت (یعنی مزدوری)

www.dawateislami.com

سے زیادہ نہیں دی جائے گی۔[1]

اُجرت پوری لینے کے باوجود ناقِص میٹریل لگانا دھوکے بازی کے زُمرے میں بھی آتا ہے اور مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ چند روپوں کی خاطر ایسے فِعل کا اِرتِکاب کرے۔

ہائے! نافرمانیاں، بدکاریاں، بے باکیاں
آہ! نامے میں گناہوں کی بڑی بھرمار ہے (وسائلِ بخشش)

کام کے دَوران اذان کا جواب دینے کا حکم

سوال: بعض اوقات کام بہت زیادہ ہوتا ہے، ایسی صورت میں اذان کے وقت کام روک دیں یا جاری رکھیں؟

جواب: صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جب اذان سنے تو جواب دینے کا حکم ہے۔[2] جب اَذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور جوابِ سلام، تمام اَشْغال مَوقوف کر دے یہاں تک کہ قرآنِ مجید کی تِلاوت میں اَذان کی آواز آئے تو تِلاوت مَوقوف کر دے اور اَذان کو غور سے سُنے اور جواب دے۔ یوہیں اِقامت میں۔[3] دَورانِ اذان چلنا، پھرنا، کوئی چیز اُٹھانا، رکھنا، چھوٹے بچّوں سے کھیلنا

مدینہ

1 فتاوی ھندیہ، کتاب الاجارۃ، الباب الحادی والثلاثون فی الاستصناع...الخ، ۴/ ۵۲۰

2 بہارِ شریعت، ۱/ ۴۷۲، حصہ: ۳

3 بہارِ شریعت، ۱/ ۴۷۳، حصہ: ۳

www.dawateislami.com

اور اِشاروں میں گفتگو کرنا وغیرہ سب کچھ مَوقوف کر دینا ہی مُناسِب ہے۔ ”راستے پر چل رہا تھا کہ اذان کی آواز آئی تو بہتر یہ ہے کہ اُتنی دیر کھڑا ہو جائے چُپ چاپ سُنے اور جواب دے۔“ [1] عُلمائے کِرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے یہاں تک فرمایا ہے کہ اذان کے دَوران کلام کرنے سے اِیمان کے سَلْب ہو جانے کا اَندیشہ ہے۔ [2] نیز اذان شَعائرِ اِسلام سے ہے۔ [3] اور شَعائرِ اِسلام کا اَدب دِلی تقویٰ کی علامت ہے۔ چنانچہ خُدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ (پ۱۷، الحج: ۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دِلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

لٰہذا جب اذان ہو رہی ہو تو اتنی دیر کے لئے کام بالکل روک دیں اور اذان کا جواب دیں چاہے کام کا کتنا ہی بوجھ (Load) ہو۔ اس میں آپ کا نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے اور وہ بھی آخرت کا۔ دُنیوی مال و دولت پر نظر نہ رکھیے بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت سے اذان کے جواب پر ملنے والے اَجر و ثواب پر نظر رکھیے۔

اذان کا جواب دینے کی فضیلت

سوال: اذان کا جواب دینے کی فضیلت بھی بیان فرما دیجیے۔

جواب: اذان کا جواب دینے کی فضیلت پر مشتمل ایک رِوایت اور ایک حِکایت مُلاحظہ

مدینہ

1 ...... فتاوی ھندیه، کتاب الصلاة، الباب الثانی فی الاذان، ۱/۵۷

2 ...... جامع الرموز، کتاب الصلاة، فصل فی الاذان، ۱/۱۲۴ باب المدینه کراچی

3 ...... تبیین الحقائق معه حاشیة الشیخ الشلبی، ۱/۲۴۰ دار الکتب العلمیة بیروت

www.dawateislami.com

کیجیے اور رَحمتِ خُداوندی پر جھومئے: چنانچہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: اے عورَتو! جب تم بِلال کو اذان و اِقامت کہتے سُنو تو جس طرح وہ کہتا ہے تم بھی کہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے لئے ہر کلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا اور ایک ہزار دَرَجات بُلند فرمائے گا اورایک ہزار گناہ مٹائے گا۔ خواتین نے یہ سُن کر عرض کی: یہ تو عورَتوں کے لیے ہے، مَردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: مَردوں کے لیے دُگنا۔[1]

اذان کا جواب دینے والا جنّتی ہو گیا

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب جن کا بظاہِر کوئی بہُت بڑا نیک عمل نہ تھا، وہ فوت ہوگئے تو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی موجودَگی میں فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے جنَّت میں داخل کر دیا ہے۔ اس پر لوگ مُتَعَجِّب ہوئے کیونکہ بظاہر ان کا کوئی بڑا عمل نہ تھا چنانچہ ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اُن کے گھر گئے اوران کی بیوہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پوچھا کہ اُن کا کوئی خاص عمل ہمیں بتایئے تو اُنہوں نے جواب دیا: اور تو کوئی خاص بڑا عمل مجھے معلوم نہیں، صِرف اتنا جانتی ہوں کہ دِن ہو یا رات، جب بھی وہ اذان سنتے تو جواب ضَرور دیتے تھے۔[2]

مدینہ

1. کنز العُمّال، کتاب الصلاۃ، آداب المؤذن، الجزء: ۷، ۴/۲۸۷، حدیث: ۲۱۰۰۵
2. ابن عساکر، عطا بن قرۃ ابو قرۃ السلولی، ۴۰ / ۴۱۲-۴۱۳ دار الفکر بیروت

www.dawateislami.com

کام کے دَوران قرآنِ مجید پڑھنا یا سُننا کیسا؟

سوال: کام کے دَوران قرآنِ کریم پڑھ یا سُن سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قرآنِ مجید کی تِلاوت کرنا اور سُننا بہت بڑی سَعادت ہے۔ تاہم قرآنِ مجید کی تِلاوت کرنے اور سُننے کے کچھ آداب بھی ہیں جنہیں بجا لانا ضَروری ہے۔ چنانچہ پارہ 9 سورۃُ الْاَعراف کی آیت نمبر 204 میں اِرشادِ ربُّ الْعِباد ہے:

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سُنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

رہی بات کام کے دَوران تِلاوت کرنے اور سُننے کی تو اس کی دو صورتیں ہیں: اگر اکیلے کام کر رہے ہیں تو کام کے دَوران جب تک ذوق و شوق میسر ہے آپ تِلاوتِ قرآن کر بھی سکتے ہیں اور سُن بھی سکتے ہیں اس میں کوئی حَرَج نہیں۔ ہاں! اگر دِل اِدھر اُدھر بٹنے لگے تو مَوقوف کر دیں کہ اس صورت میں مکروہ ہے۔ چنانچہ صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حَرَج نہیں جبکہ پاؤں سمٹے ہوں اور مونھ (منہ) کھلا ہو۔ یوہیں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جبکہ دِل نہ بٹے وَرنہ مکروہ ہے۔[1]

اور اگر ایسی جگہ ہے جہاں اور لوگ بھی کام کرتے ہیں تو اس صورت میں

---

1 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۵۵۱، حصہ: ۳

www.dawateislami.com

وہاں بلند آواز سے پڑھنا جائز نہیں کہ یہ آدابِ تلاوت کے خِلاف ہے۔ اگر وہ لوگ نہیں سنیں گے تو پڑھنے والا گنہگار ہو گا۔ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ الْمدینہ کی مَطْبُوعہ 1250 صَفْحات پر مُشْتَمِل کتاب بہارِ شریعت جلد اوّل صفحہ 552 پر ہے: بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مَشْغُول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے، لوگ اگر نہ سُنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے۔[1] البتہ موبائل، ٹیپ ریکارڈر یا کمپیوٹر وغیرہ کے ذَریعے تِلاوت سُننے کا یہ حکم نہیں مگر ریکارڈ تِلاوت کو بھی اچھی نیتوں کے ساتھ سُنیں۔

دے شوقِ تلاوت، دے ذوقِ عبادت

رہوں باوُضو میں سَدا یاالٰہی (وسائلِ بخشش)

خواتین کے لیے بھاری کام والے لباس پہننا کیسا؟

سوال: بعض عورتیں بھاری (Heavy) کڑھائی یا کام والے کُرتے پہنتی ہیں جس سے انہیں مَشقَّت بھی ہوتی ہے، ان کا پہننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بھاری کڑھائی یا کام والے کُرتے یا لباس سے اگر پَردے کے شَرعی تقاضے پورے ہو جاتے ہیں تو ان کا پہننا جائز ہے۔ صرف بھاری کام کا ہونا وجہِ ممانعت نہیں ہو سکتا جب تک کہ کوئی اور شَرعی وجہ نہ ہو نیز بھاری کام والے لباس پہننے پر عورتوں کو مجبور نہیں کیا جاتا بلکہ وہ خود اپنی مرضی اور شوق سے پہنتی ہیں۔

مدینہ

[1] ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۵۵۲، حصہ: ۳

www.dawateislami.com

مَردوں کے لیے خالص ریشم کا اِسْتِعمال کرنا کیسا؟

سوال: مَردوں کے لئے خالص ریشم اِسْتِعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یاد رہے کہ اَصلی ریشم (Pure Silk) اور مَصْنُوعی ریشم میں بڑا فرق ہے، اس لحاظ سے ان کے حکم میں بھی فرق ہے۔ اگر خالِص سِلک سے مُراد اصلی ریشم ہی ہے تو بِلاشُبہ عورتوں کے لئے مُطْلَقاً (بغیر کسی قید کے) جائز ہے جبکہ مَردوں کے لئے چار انگل کی چوڑائی سے زیادہ حرام ہے اور "اگر اس سے مُراد مَصْنُوعی ریشم ہے کہ جس کے ریشے اگرچہ بناوٹ وچمک اور نَرمی و لطافت میں کتنے ہی بڑھ کر ہوں مَردوں کے لیے حلال ہو گا۔ اصلی اور نقلی ریشم کی پہچان کپڑا دیکھ کر یا ان کا تار جلا کر واقفین کے ذَریعے کی جا سکتی ہے۔"[1] اب عام طور پر ریشم کے کپڑے اِنتہائی کم یاب ہیں۔

ریشم اور سونا دونوں کا اِسْتِعمال مَردوں کے لیے حرام ہے جیسا کہ عَلِیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم سے رِوایت ہے کہ میں نے حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ حضور نے اپنے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا لیا پھر فرمایا: بیشک یہ دونوں میری اُمَّت کے مَردوں پر حرام ہیں۔[2] ہاں! اگر خالص ریشمی کپڑا نہ ہو بلکہ ریشم کی گوٹ لگی ہو تو اس کی

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۱۹۴ ماخوذاً

2 ...... ابو داود، کتاب اللباس، باب فی الحریر للنساء، ۴/ ۷۱، حدیث: ۴۰۵۷

www.dawateislami.com

چار انگل تک مَردوں کے لیے اِجازت ہے جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا عمر فارقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خطبہ میں اِرشاد فرمایا کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ریشم کی ممانعت فرمائی ہے، مگر دو یا تین یا چار اُنگلیوں کی برابر یعنی کسی کپڑے میں اتنی چوڑی ریشم کی گوٹ لگائی جاسکتی ہے۔[1]

صَدْرُ الشَّرِیعہ، بَدْرُ الطَّرِیقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مَردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل تک کی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز، یعنی اس کی چوڑائی چار انگل تک ہو، لمبائی کا شمار نہیں۔ اِسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بُنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اِس طرح کے ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار انگل تک کا کنارہ ہو تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔[2] یعنی جبکہ اس کنارہ کی بناوٹ بھی ریشم کی ہو اور اگر سُوت کی بناوٹ ہو تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔[3]

بَدْ نگاہی سے بچنے کا طریقہ

سوال: زنانہ سِلائی (Ladies Tailoring) کا کام کرنے والے اپنے آپ کو بَدْ نگاہی سے کیسے بچاسکتے ہیں؟

جواب: فی زمانہ اپنے آپ کو بَدْ نگاہی سے بچانا بہت مشکل ہے، بِالْخُصُوص زنانہ سِلائی

مدینہ

1. مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم لبس الحریر وغیر ذلک...الخ، ص۸۸۵، حدیث:۵۴۱۷
2. ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ۹/ ۵۸۰
3. بہارِ شریعت، ۳/ ۴۱۱، حصہ:۱۶

www.dawateislami.com

(Ladies Tailoring) کا کام کرنے والے تو شاید ہی اپنے آپ کو بد نگاہی اور دِیگر گناہوں سے بچا سکیں کیونکہ انہیں لیڈیز کا ناپ لینے کے لیے دیکھنے کے ساتھ ساتھ چُھونا بھی پڑتا ہے تو یوں ان کے لیے زیادہ آزمائش ہے۔ بہر حال زنانہ سِلائی (Ladies Tailoring) کا کام کرنے والے ہوں یا کوئی اور ہر ایک کے لیے اپنی نگاہ کی حفاظت کرتے ہوئے بد نگاہی سے بچنا ضَروری ہے لہٰذا ہر ایک کو حکمِ قرآنی پر عمل کرتے ہوئے اپنی نگاہیں نیچی رکھنی چاہئیں جیسا کہ اِرشادِ رَبُّ الْعِباد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ترجمۂ کنزالایمان: مسلمان مَردوں کو حکم دو

(پ١٨، النور: ٣٠) اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

حدیثِ قُدسی میں ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے: نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زَہر میں بُجھا ہوا تیر ہے پس جو شخص میرے خوف سے اسے تَرک کر دے تو میں اسے ایسا اِیمان عطا کروں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دِل میں پائے گا۔[1] حضرتِ علّامہ اَبُو الْفَرَج عبدُ الرَّحمٰن بن جَوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نقل کرتے ہیں: عورت کے مَحاسِن (یعنی حُسن وجمال) کو دیکھنا ابلیس کے زَہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جس نے نامَحرم سے آنکھ کی حفاظت نہ کی اُس کی آنکھ میں بروزِ قِیامت آگ کی سَلائی پھیری جائیگی۔[2]

مدینہ

1 ...... معجم کبیر، ١٠/١٧٣، حدیث: ١٠٣٦٢ دار احیاء التراث العربی بیروت

2 ...... بحرُ الدُّموع، الفصل السابع والعشرون موبقات الزنی وعواقبه، ص١٧١ مکتبہ دار الفجر دمشق

www.dawateislami.com

میں نیچی نگاہیں رکھوں کاش اکثر
عطا کر دے شرم و حیا یاالٰہی (وسائلِ بخشش)

زنانہ سِلائی کرنے والوں کے لیے بَدنگاہی سے بچنے کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ یہ خود ناپ لینے کے بجائے سِلے ہوئے کپڑوں سے ناپ کی ترکیب بنائیں یا پھر اپنے گھر کی کسی اسلامی بہن کے ذَریعے ناپ لے لیا کریں۔ اپنے آپ کو بَدنگاہی سے بچانے، آنکھوں کا قفلِ مدینہ لگانے، گناہوں سے پیچھا چھڑانے اور نیکیوں کا حَریص بنانے کا ایک بہترین ذَریعہ عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول کے ساتھ وابستہ ہونا بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مَدَنی ماحول کی بَرَکت سے نہ جانے کتنوں کی زندگیوں میں مَدَنی اِنقِلاب بَرپا ہوگیا اور وہ گناہوں کے گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکل کر نیکیوں کی شاہراہ پر گامزن ہو چکے ہیں آپ کی تَرغیب و تَحرِیص کے لیے ایک دَرزی اسلامی بھائی کی مَدَنی بہار پیشِ خدمت ہے:

غافل دَرزی کی توبہ

ایک اسلامی بھائی کے بیان کا خُلاصہ ہے: میں جن دِنوں پنجاب میں دَرزی کا کام کرتا تھا، میرا کِردار مَعَاذَ اللہ اِنتہائی خَراب تھا، نَماز کی بالکل توفیق نہ تھی، لڑائی بھڑائی تقریباً روز مَرّہ کا معمول تھا، جھوٹ، غیبت، وعدہ خِلافی، غصّہ، گالم گلوچ، چوری، بَدنگاہی، فِلمیں ڈرامے دیکھنا، گانے باجے سُننا، راہ چلتی لڑکیوں کو

چھیڑ خانی کرنا، ماں باپ کو ستانا، اَلْغَرَض وہ کون سی بُرائی تھی جو مجھ میں نہ تھی۔ میری بداَعمالیوں سے تنگ آکر میرے گھر والوں نے مجھے بابُ الْمدینہ (کراچی) بھیج دیا۔ میں نے بابُ المدینہ (کراچی) کے ایک کارخانے میں مُلازَمت اِختیار کر لی، وہاں لڑکیاں بھی کام کرتی تھیں، اس لئے میری عادتیں مزید بگڑ گئیں۔ میں اس قَدَر بُرا بندہ تھا کہ کبھی کبھی تو خود اپنے آپ سے گِھن آتی تھی۔ ایک روز مجھے پتا چلا کہ میرے ماموں زاد بھائی دعوتِ اسلامی کے جامعۃُ الْمدینہ (گلستانِ جوہر کراچی) میں دَرسِ نِظامی کر رہے ہیں۔ میں ان سے ملنے پہنچا تو وہ اِنتہائی پُرتپاک طریقے سے مجھ سے ملے، انہوں نے اِنفرادی کوشش کرتے ہوئے مجھے دعوتِ اسلامی کے سُنَّتوں بھرے اِجتماع کی دعوت پیش کی جو میں نے قبول کر لی۔ جب میں اِجتماع میں حاضِر ہوا تو وہاں مجھے کسی نے مکتبۃُ الْمدینہ کے مَطبُوعہ رَسائل ”بڈھا پجاری“ اور ”کفن چور کے اِنکشافات“ تحفے میں دیئے۔ **میں** نے قیام گاہ پر آکر جب وہ پڑھے تو پہلی بار اِحساس ہوا کہ میں اپنی زندگی بَرباد کر رہا ہوں۔ میں نے اُسی وقت گناہوں سے توبہ کی اور پنج وقتہ باجماعت نماز پڑھنے کی نیّت کر لی اور ہر جُمعرات پابندی کے ساتھ عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالَمی مَدَنی مَرکز فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پُرانی سبزی منڈی، بابُ الْمدینہ (کراچی) میں ہونے والے سُنَّتوں بھرے اِجتماع میں شِرکت کرنے لگا اور سِلسِلۂ عالیہ، قادریہ، رضویہ، عطّاریہ میں بھی

داخل ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے میری زندگی میں مَدَنی اِنْقلاب بَرپا ہو گیا۔ ماموں زاد بھائی کی اِنفرادی کوشش کی بَرَکت سے مَدَنی قافلے میں سفر کی بھی سعادت حاصِل ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی صحبت کی بَرَکت سے میں دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو گیا اور تادمِ بیان جامعۃُ الْمدینہ میں دَرسِ نِظامی (یعنی عالم کورس) کے دَرَجہ ثانیہ کا طالبِ علم ہوں۔ اللہ تعالٰی میری مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کو ہمیشہ نظرِ بد سے محفوظ رکھے کہ اِس کی بَرَکت سے مجھ جیسا بدکردار شخص بھی عِزَّت و آبرو کے ساتھ عِلمِ دِین حاصِل کرنے میں مَشْغُول ہو گیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ایسا درزی جو فیکٹری میں سِلائی کا کام کرتا تھا اور گناہوں سے لَت پَت تھا لیکن جب عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہوا تو اس مَدَنی ماحول کی بَرَکت سے اسے گناہوں سے توبہ کرنے اور نیکیاں کرنے کی توفیق مل گئی اور اس نے دَرسِ نِظامی یعنی عالم کورس شروع کر دیا اور دَرَجۂ ثانیہ تک پہنچ گیا۔ آپ بھی ہمت کیجئے اور دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول کے ساتھ وابستہ ہو جائیے۔

اے بیمارِ عصیاں تو آ جا یہاں پر

گناہوں کی دیگا دوا مَدَنی ماحول (وسائلِ بخشش)

www.dawateislami.com

کام کے بوجھ کی وجہ سے تَراویح ترک کرنا کیسا؟

سوال: بعض اوقات دَرزی کام کی زیادتی کا عُذر کرکے تَراویح چھوڑ دیتے ہیں ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب: تَراویح سُنَّتِ مُؤَکَّدہ ہے، اس کا تَرک جائز نہیں۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مَطْبُوعہ 1250 صَفْحات پر مُشْتَمِل کتاب، "بہارِ شریعت" جلد اوّل صَفْحَہ 688 پر ہے: "تَراویح مَرد و عورت سب کے لیے بالْاِجماع سُنَّتِ مُؤَکَّدہ ہے اس کا تَرک جائز نہیں۔ اس پر خُلَفائے راشِدین رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے مُداومت فرمائی اور نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اِرشاد ہے کہ میری سُنَّت اور سُنَّتِ خُلَفائے راشِدین کو اپنے اوپر لازِم سمجھو اور خود حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی تراویح پڑھی اور اسے بہت پسند فرمایا۔"

تَراویح کی اہمیت کا یُوں بھی اَندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قضا نمازوں کی اَدائیگی کے لئے عام نَوافِل تو تَرک کئے جاسکتے ہیں لیکن تَراویح کو نہیں چھوڑا جائے گا چہ جائیکہ کسی دُنیوی کام کے سبب اسے تَرک کر دیا جائے۔ چنانچہ بہارِ شریعت میں ہے: قضا نمازیں نَوافِل سے اَہَم ہیں یعنی جس وقت نَفْل پڑھتا ہے اُنہیں چھوڑ کر اُن کے بدلے قضائیں پڑھے کہ بَرِیُّ الذِّمَّہ ہو جائے اَلبتہ تَراویح اور بارہ رکعتیں سُنَّتِ مُؤَکَّدہ کی نہ چھوڑے۔[1] اگر ستائیسویں کو (یا اس سے قبل)

مدینہ

[1] ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۷۰۶، حصہ: ۴

www.dawateislami.com

قرآنِ پاک خَتْم ہوگیا تب بھی آخر رَمضان تک تَراوِیح پڑھتے رہیں کہ سُنَّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔[1]

تَراوِیح پڑھنے والوں کی خوش نصیبی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تَراوِیح اس قدر پیاری عبادت ہے کہ اسے جہاں مومنین ادا کرتے ہیں وہاں ملائکۂ عرش بھی اس میں حاضِر ہوتے ہیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ اللہ پاک کے عرش کے گرد ”حَظِیْرَۃُ الْقُدُس“ نامی ایک جگہ ہے جو کہ نُور کی ہے، اس میں اتنے فرشتے ہیں کہ جن کی تعداد اللہ پاک ہی جانتا ہے، وہ اللہ پاک کی عبادت کرتے ہیں اور ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوتے، جب رَمضان کی راتیں آتی ہیں تو وہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے زمین پر اُترنے کی اِجازت طَلب کرتے ہیں اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمَّت کے ساتھ نمازِ تَراوِیح میں حاضِر ہوتے ہیں، اگر کوئی ان کو چھوئے یا وہ اس کو مَس کریں تو وہ ایسا سعادت مند ہو جائے گا کہ اس کے بعد کبھی بَدبخت نہ ہو گا۔ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جب یہ حدیث سُنی تو اِرشاد فرمایا: ہم اس فضل و اَجر کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ماہِ رَمضان میں لوگوں کو نمازِ تَراوِیح کے لیے جمع فرمایا۔[2] تَراوِیح میں

---

1 ...... فتاویٰ ھندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب التاسع فی النوافل، ۱/۱۱۸

2 ...... الروض الفائق، المجلس الخامس فی فضل شہر رمضان و صیامہ، ص ۴۱

www.dawateislami.com

چونکہ قرآنِ مجید سُنا جاتا ہے اور قرآنِ کریم اپنے سُننے والے کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا چنانچہ

روزہ اور قرآن قیامت کے دن شَفاعت کریں گے

مدینے کے سُلطان، رَحمتِ عالَمِیّان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ فَرحت نشان ہے: روزہ اور قرآن بندے کے لیے قیامت کے دن شَفاعت کریں گے۔ روزہ عَرض کرے گا: اے ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اِسے روک دیا، میری شَفاعَت اِس کے حَقّ میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا: میں نے اِسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شَفاعَت اِس کے لئے قَبول کر۔ پس دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔[1]

اِس حدیثِ پاک کے تحت مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: یعنی روزہ اِفطار کر کے اس کی طبیعت آرام کی طرف مائل ہوتی تھی، ہاتھ پاؤں میں سُستی پھیل جاتی تھی کہ نمازِ عشاء کی اذان کی آواز سنتے ہی تَراویح میں مجھے (قرآن کو) سننے آجاتا تھا لہٰذا یہاں تَراویح پڑھنے والے مُراد ہیں، تہجد والے ہی مُراد نہیں کیونکہ تہجد تو سال بھر پڑھی جاتی ہے یہاں خُصُوصیت سے رَمضان کا ذِکر ہے۔[2]

مدینہ

1 ...... مُسندِ امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ۲/۵۸۶، حدیث: ۶۶۳۷

2 ...... مراٰۃ المناجیح، ۳/۱۳۹

www.dawateislami.com

عبادت میں لگتا نہیں دِل ہمارا

ہیں عِصیاں میں بدمست ہم یاالٰہی (وسائلِ بخشش)

نمازِ تَراویح کو جماعت سے ادا کرنے کا حکم

سوال: کیا نمازِ تَراویح باجماعت ادا کرنا ہر ایک کے لیے سُنَّتِ مُؤَکَّدہ ہے؟

جواب: تَراویح کی جماعت سُنَّتِ مُؤَکَّدہ عَلَی الْکِفَایہ ہے یعنی اگر چند لوگوں نے جماعت کے ساتھ ادا کرلی تو سب کی طرف سے سُنَّت ادا ہوگئی اَلبتہ بغیر شَرعی مجبوری کے تَراویح کی جماعت کو تَرک نہیں کرنا چاہیے کہ فقہائے کِرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: تَراویح کی جماعت سُنَّتِ مُؤَکَّدہ عَلَی الْکِفَایہ ہے۔ اگر مسجد کے سارے لوگوں نے چھوڑ دی تو سب اِساءَت کے مُرتَکِب ہوئے (یعنی بُرا کیا) اور اگر چند اَفراد نے باجماعت پڑھ لی تو تنہا پڑھنے والا جماعت کی فضیلت سے محروم رہا۔(1)

غیر شَرعی لباس سِینا کیسا؟

سوال: غیر شَرعی لباس سِینا کیسا ہے؟

جواب: غیر شَرعی لباس کا سِینا مکروہ ہے کیونکہ یہ مَعْصِیَت پر مدد کرنا ہے اور مسلمانوں کو نیکی و پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ گناہ کے کاموں میں جیسا کہ خُدائے رَحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

---

1 ...... ھدایۃ، کتاب الصلوۃ، باب النوافل، ۱/۷۰ دار احیاء التراث العربی بیروت

www.dawateislami.com

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ

ترجمۂ کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (پ۶، المآئدۃ: ۲)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں کہ عُلما فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص فاسِقانہ وَضع کے کپڑے یا جُوتے سِلوائے (جیسے ہمارے زمانے میں نیچری وَردی) تو دَرزی اور موچی کو ان کا سِینا مکروہ ہے کہ یہ مَعْصِیَت پر اِعانت ہے اس سے ثابت ہوا کہ فاسِقانہ تَراش کے کپڑے یا جوتے پہننا گناہ ہے۔[1] لہٰذا درزیوں کو اس حکمِ شَرعی پر عمل کرتے ہوئے نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے اور غیر شَرعی لباس سی کر گناہ کے کاموں میں مدد دینے سے اِجْتِناب کرنا چاہئے۔

چشم کرم ہو ایسی کہ مِٹ جائے ہر خطا
کوئی گناہ مجھ سے نہ شیطاں کرا سکے (وسائلِ بخشش)

لباس کیسا ہونا چاہیے؟

سوال: لباس کیسا ہونا چاہیے؟

جواب: لباس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک عظیم نعمت ہے جس کے ذَریعے سردی اور گرمی کے اَثرات سے اپنے آپ کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ لباس جہاں سَتر پوشی کا فائدہ دیتا ہے

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۱۳۷

www.dawateislami.com

وہیں یہ زینت کا سبب بھی ہے۔ چُنانچہ خُدائے رَحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِیْشًاؕ-وَ لِبَاسُ التَّقْوٰىۙ-ذٰلِكَ خَیْرٌؕ (پ۸، الاعراف:۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے آدم کی اولاد بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اُتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیز گاری کا لباس وہ سب سے بھلا۔

لباس اِنسان کی ضَرورت ہے اسے ہر ایک پہنتا ہے نیز ہر قوم کا لباس جُدا جُدا ہوتا ہے تو مسلمان کا لباس بھی سب سے ممتاز ہونا چاہیے مگر افسوس! صد کروڑ افسوس! آج مسلمان اَغیار کے فیشن کے مُطابق چلنے میں فخر محسوس کرتا ہے، انگریزوں کی طرح ننگے سر، انہیں کی طرح داڑھی مونچھ صاف، انہیں کی طرح پتلون کے اندر قمیص، گلے میں کالر بلکہ مَعَاذَ اللہ ٹائی (پھندا) ڈالنے میں اپنی عِزّت تَصوُّر کرتا ہے گویا کہ انگریزی لباس میں مَلْبُوس رہنا ہی اس کے نزدیک عین سعادت ہے بلکہ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ سُنَّت کے مُطابق لباس اور اِسلامی وَضع قطع بعض نام نہاد مسلمانوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔

اچھوں کی نقل کی بدولت نجات مل گئی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غیروں کی نقالی سے مُنہ موڑتے ہوئے اپنے پیارے آقا، مکی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سُنَّتوں سے اپنا

www.dawateislami.com

رِشتہ جوڑ لیجیے کہ اچھوں کی نقل اچھی اور بُروں کی نقل بُری ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا علّامہ علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: جو شخص کفار، فُسّاق اور فُجّار کے ساتھ لباس وغیرہ میں مُشابہت کرے وہ گناہ میں انہی کی مِثل ہے اور جو شخص نیکو کاروں کی مُشابہت اِختیار کرے وہ بھلائی میں انہی کی مِثل ہے۔ منقول ہے کہ "جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو ان کا وہ بہروپیا بچ گیا جو حضرتِ سَیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ لباس اور بول چال میں نقل کیا کرتا تھا۔ فرعون اور اس کی قوم اس کی ان حَرَکات وسَکَنات سے ہنسا کرتے تھے۔ حضرتِ سَیِّدُنا موسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! یہ تو دوسرے فرعونیوں کے مقابلے میں مجھے زیادہ اَذِیَّت دیتا تھا! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِرشاد فرمایا: ہم نے اسے اس لیے غرق نہیں کیا کہ اس نے تمہارے جیسا لباس پہنا ہوا ہے اور ہم محبوب کی سی صورت اِختیار کرنے والے کو بھی عذاب نہیں دیتے۔" غور کیجیے کہ جس نے باطل طریقے سے اَہلِ حق کے ساتھ مُشابہت اِختیار کی تو اُسے نجات مل گئی اور وہ غرق ہونے سے بچ گیا تو اس کا کیا عالَم ہو گا جو تعظیم وتکریم کی نیت سے اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اَولیائے کِرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ساتھ مُشابہت اِختیار کرے گا۔ [1]

---

1 ...... مرقاۃُ المفاتیح، ۸/ ۱۵۵، تحت الحدیث: ۴۳۴۷ ملتقطًا دار الفکر بیروت

www.dawateislami.com

بہر حال سُنَّت کے مُطابق سفید لباس پہنا جائے کہ "آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا مبارک لباس اکثر سفید کپڑے کا ہوتا تھا۔"[1] حدیثِ پاک میں سفید لباس پہننے کی ترغیب بھی اِرشاد فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا سَمُرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: سفید لباس پہنو کیونکہ یہ زیادہ صاف اور پاکیزہ ہے اور اپنے مُردوں کو بھی اسی میں کفناؤ۔[2] سُنَّت (طریقوں میں سے ایک طریقہ) یہ (بھی) ہے کہ دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالِشت ہو۔[3]

جنتیوں کا لباس کیسا ہو گا؟

سوال: کس رنگ کے کپڑے پہننے چاہئیں؟ نیز جنتیوں کا لباس کیسا ہو گا؟

جواب: صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: کُسُم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا رنگ ہو کہ سُرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے۔ عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رَنگ جائز ہیں، اِن دونوں رَنگوں کے سِوا باقی ہر قسم کے

مدینہ

1 ...... کَشْفُ الْاِلْتِباس فِی اِسْتِحْبابِ اللِّبَاس، ص ۳۶ دار احیاء العلوم باب المدینہ کراچی

2 ...... ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی لبس البیاض، ۴/ ۳۷۰، حدیث: ۲۸۱۹

3 ...... رَدُّالْمُحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ۹/ ۵۷۹

www.dawateislami.com

رنگ زَرد، سُرخ، دَھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مَردوں کو بھی جائز ہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سُرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مَرد نہ پہنے، خُصُوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مَرد اس کو بالکل نہ پہنے اور یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تَشَبُّہ ہوتا ہے اس وجہ سے ممانعت ہے لہٰذا اگر یہ عِلَّت نہ ہو تو مُمانعت بھی نہ ہوگی، مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جاسکتا ہے اور کُرتہ پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔[1] رہی بات جنتیوں کے لباس کی تو قرآن وحدیث میں جنتیوں کے سبز لباس ہونے کا ذِکر ہے چنانچہ اِرشادِ ربُّ الْعِباد ہے:

يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ (پ۱۵، الکھف:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز کپڑے کریب (ریشم کے باریک) اور قنادیز (موٹے) کے پہنیں گے۔

اِسی طرح پارہ 29 سورۃُ الدَّھر کی آیت نمبر 21 میں اِرشاد ہوتا ہے:

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ

ترجمۂ کنزالایمان: ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قنادیز کے۔

حدیثِ پاک میں بھی جنتیوں کے سبز لباس ہونے کا ذِکر ہے چنانچہ نبیِّ رَحمت

مـــــــــدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۳/۴۱۶، حصہ:۱۶

www.dawateislami.com

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: کوئی بھی مسلمان شخص کسی بھی مسلمان کو ننگے ہونے کی وجہ سے کپڑا پہنائے گا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اسے جنّت کے سبز لباس پہنائے گا۔[1] حضرتِ سیِّدُنا علّامہ محمد بن عَلّان شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: سبز رنگ کی شَرافت کے لیے یہی کافی ہے کہ یہ جنتیوں کا لباس ہے۔[2] معلوم ہوا کہ جنتیوں کا لباس سبز ہوگا۔

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دُرُود شریف کی فضیلت	2	کپڑوں کی سِلائی کی اِبتدا	7
درزی کی معاشرتی اہمیت	2	درزی کا پیشہ اِختیار کرنا کیسا؟	7
لباس کے ذَریعے سَتر پوشی کی اِبتدا	3	درزی کسے کہیں گے؟	10
"آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے نافرمانی کی" کہنا کیسا؟	5	درزی کا تذکرہ	11
آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام گندُم نہ کھاتے تو...؟	6	درزی پیشہ کے بارے میں اچھی اچھی نیتیں	12
آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو قربانی کا بکرا کہنا کیسا؟	6	منگل کے دِن سینے کے لئے کپڑے کاٹنا کیسا؟	14

مدینہ

1 ...... ابو داود، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، ۲ / ۱۸۰، حدیث: ۱۶۸۲

2 ...... دلیل الفالحین، ۳ / ۲۶۲ دار المعرفۃ بیروت

www.dawateislami.com

دُکانوں میں چہرے والی ڈمی لگانا کیسا؟	15	کپڑا بچا کر اُجرت کی کمی پوری کرنا کیسا؟	37
کام کی ٹینشن کی وجہ سے نماز روزہ تَرک کرنا کیسا؟	16	ذاتی نقصان بَرداشت ہے مگر کسی اور کا نقصان گوارہ نہیں	38
نماز روزہ کسی صورت بھی تَرک نہ کیجیے	18	قمیص میں دھاتی بٹن لگانا اور گلے میں انچی ٹیپ لٹکانا کیسا؟	39
صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا نماز کا اِہتمام	20	خالی قینچی چلانے سے گھر میں لڑائی ہونے کی حقیقت	40
ہمارے بچے کہاں سے کھائیں گے؟	21	پیشگی لی گئی رقم اِستعمال میں لانا کیسا؟	41
مَردوں کے لیے عورتوں کا ناپ لینا کیسا؟	23	تصاویر والے لباس پہننا کیسا؟	42
ایک درزی کا دوسرے کی خامیاں بیان کرنا کیسا؟	25	تاخیر کی صورت میں گاہک کو کیسے مطمئن کریں؟	43
غیبت کے مختلف راستے	27	گاہک سے کیا گیا وعدہ پورا نہ کرنے کے بارے میں حکم	45
بھاؤ کم کروانا سُنَّت ہے	28	بروکر کو کمیشن دینے کی جائز صورت	47
رسید پر لکھی ہوئی تحریر کا حکم	30	گاہک کو بتائے بغیر اُجرت وُصول کرلینا	49
بوریت دُور کرنے کے لیے گانے سننا کیسا؟	32	غیر معیاری کپڑے تیار کرنے میں تاوان کی صورت	50
کپڑے کے بچے ہوئے ٹکڑے اِستعمال میں لانا	35	مذاق کرنے والے درزی کیلئے بھی دُعائے خیر	52

www.dawateislami.com

سوٹ درزی کے پاس سے گم ہو جائے تو؟	54	مَردوں کے لیے خالص ریشم کا اِستعمال کرنا کیسا؟	66
گاہک درزی سے کپڑے لینے نہ آئے تو؟	54	بدنگاہی سے بچنے کا طریقہ	67
جلدی سوٹ سِلائی کرنے کی اُجرت زیادہ لینا؟	55	غافل درزی کی توبہ	69
اَرجنٹ کپڑوں کی وجہ سے دوسروں کے کپڑے لیٹ کرنا	56	کام کے بوجھ کی وجہ سے تَراویح تَرک کرنا کیسا؟	72
طے ہونے کے باوجود زبردستی اُجرت کم دینا کیسا؟	57	تراویح پڑھنے والوں کی خوش نصیبی	73
"جو سمجھ میں آئے دے دینا" کہنا کیسا؟	59	روزہ اور قرآن قیامت کے دن شَفاعت کریں گے	74
اُجرت پوری لینے کے باوجود ناقص مال لگانا	60	نمازِ تَراویح کو جماعت سے ادا کرنے کا حکم	75
کام کے دوران اذان کا جواب دینے کا حکم	61	غیر شرعی لباس سینا کیسا؟	75
اذان کا جواب دینے کی فضیلت	62	لباس کیسا ہونا چاہیے؟	76
اذان کا جواب دینے والا جنّتی ہو گیا	63	اچھوں کی نقل کی بدولت نجات مل گئی	77
کام کے دَوران قرآنِ مجید پڑھنا یا سُننا کیسا؟	64	جنتیوں کا لباس کیسا ہو گا؟	79
خواتین کے لیے بھاری کام والے لباس پہننا کیسا؟	65	❋ ❋ ❋	❋

www.dawateislami.com

فیضانِ دُرُود